ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

دسمبر 2019ء جلد نمبر 20 شمارہ نمبر 12

أُنْزِلَ فِيْهَا كُلُّ رَحْمَةٍ

ہر ایک قسم کی رحمت اِس قبرستان میں اُتاری گئی ہے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا (رسالہ الوصیت)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

میرا پیغام آپ سب کے لئے یہ ہے کہ خدا کے مسیح نے جو اپنی جماعت کے افراد
پر حسن ظن فرمایا ہے اس کی لاج رکھیں اور اپنی اور آئندہ نسلوں کی
زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے اس بابرکت نظام میں شامل
ہوں تا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی توقعات پر پورا اُترتے ہوئے آپ ان
دعاؤں کے وارث ٹھہریں جو آپ نے اس بابرکت نظام میں شامل ہونے والوں کے لئے
کی ہیں۔ اللہ آپ سب کو اس کی توفیق دے، آمین۔ (رسالہ ''النور'' امریکہ، جنوری 2005ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ادار یہ

اخبار احمد یہ کی اشاعت نو کا ایک سال

اخبار احمد یہ جرمنی کی اشاعت نَو کا ایک سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکمل ہو رہا ہے، الحمد للہ۔ ادارہ کی اولین ترجیح رہی ہے کہ ہر ماہ باقاعدگی سے شمارہ شائع ہوتا رہے، علاوہ ازیں کوشش رہی ہے کہ قارئین کی خدمت میں تربیتی، تعلیمی، تبلیغی اور تصویری مواد پیش کرنے کے ساتھ ساتھ جماعت جرمنی کی سرگرمیوں اور کاوشوں سے بھی آگاہ رکھا جاسکے۔ اِسی طرح تاریخی نقطۂ نظر سے بھی مضامین پیش کئے جاتے رہے ہیں۔ اس کوشش میں ہم کس حد تک کامیاب رہے ہیں، یہ تو ہمارے قارئین ہی بتا سکتے ہیں، ہمیں قارئین کی طرف سے آراء کا ہمیشہ انتظار رہتا ہے تا کہ رسالہ کی تیاری میں ان امور کو بھی پیش نظر رکھا جاسکے۔

ادارہ اخبار احمد یہ کی یہ بھی پالیسی رہی ہے کہ ہر ماہ کسی ایک مضمون کے مختلف پہلوؤں پر توجہ مرکوز کی جائے چنانچہ سیرت النبی ﷺ، یوم مسیح موعود علیہ السلام، یوم مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور یوم خلافت کے علاوہ جماعتی شعبہ جات وقف نَو، مال، تحریک جدید نیز جلسہ سالانہ اور قومی اسمبلی کے فیصلہ 1974ء کے حوالہ سے بہت سا قیمتی اور دلچسپ مواد شائع کرنے کی توفیق بھی ملی۔ اسی طرح زیر نظر ماہِ رواں کے شمارہ میں نظامِ وصیّت کے حوالہ سے تبرکات اور مضامین شائع کئے جا رہے ہیں، امید ہے کہ قارئین پسند فرمائیں گے۔

جہاں تک نظامِ وصیّت کا تعلق ہے تو اس کی بنیاد محض 34 صفحات پر مشتمل ایک مختصر سے رسالہ میں رکھی گئی تھی مگر اس کے نتائج اور ثمرات اس قدر وسیع اور شیریں ہیں کہ مکرم خواجہ کمال الدین صاحب کی وہ بات یاد آجاتی ہے جو اس رسالہ پر پہلی نظر ڈالتے ہی آپ کی زبان سے بے اختیار نکلی تھی کہ ’واہ اوئے مرزیا! احمدیت دیاں جڑاں لگا دتیاں ہیں‘۔

چنانچہ ایک عالَم گواہ ہے کہ اس رسالہ کی برکت سے جماعت کی تربیت اور تقویٰ و طہارت میں ترقی کا کیسا شاندار انتظام ہوا کہ ایک طرف خدا نے خلافت کا سلسلہ جاری فرما دیا تو دوسری طرف انتظامی اور مالی اعتبار سے ترقیات کے عظیم الشان سنگ میل طے ہوئے اور جماعت انفرادی و اجتماعی طور پر روحانی، جسمانی، معاشی اور معاشرتی ثمرات سے فیضیاب ہوتی چلی جا رہی ہے۔ تاہم نظامِ وصیّت کا سب سے بڑا ثمرہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیان فرمودہ یہ تقاضا ہے کہ:

”اور چاہئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کو پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہوسکتی...“

یہ ہو ، میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا

اللہ کرے کہ ہم سے ہر شخص حضور علیہ السلام کی اس خواہش کو پورا کرنے والا بن کر آپؑ کے ان پیارے اور بابرکت الفاظ کا مصداق بن سکے:

”اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہوگے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا“۔ (رسالہ الوصیّت ص9 طبع اول)

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اخبار احمدیہ

ربیع الثانی 1441ہجری قمری | دسمبر 2019ء | جلد نمبر 20 | شمارہ نمبر 12 | فتح 1398ہجری شمسی

فہرست مضامین

قال اللہ، قال الرسول ﷺ، قال المسیح الموعود علیہ السلام	04
تبرکات	05
پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام	06
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی زبان مبارک سے	09
مجلس کارپرداز مصالح قبرستان۔ ایک تعارف	17
نظام وصیّت۔ ایک زندگی بخش نسخہ	19
نظام وصیّت کے پہلے موصی	21
رسالہ الوصیّت (تعارف کتب)	22
خلافت احمدیہ کے زیرِسایہ نظام وصیّت کا فروغ	23
وصیّت ایک آسمانی نظام	27
وصیّت کے برکات وثمرات	29
نیشنل شعبہ وصایا جرمنی	31
ہے آج ختم قرآں، نکلے ہیں دل کے ارماں	33
مجلس انصار اللہ جرمنی کی 30ویں مجلس شوریٰ	36
جلسہ سالانہ ربوہ کی پُرکیف یادیں	37
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش	39
محترم چوہدری محمد حنیف صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر	41
جرمنی میں جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ کا انعقاد	46
بلانے والا ہے سب سے پیارا	48
اور بہت کچھ	

سرورق پر سبھی خطاطی مکرم سعید اللہ خان صاحب کی کاوش ہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاوزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

محمد انیس دیالگڑھی، ریحان رشید

معاونین

سلطان احمد قمر، سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سید افتخار احمد

ٹائٹل وڈیزائننگ

مرزا لطف القدوس، احسان اللہ ظفر

کمپوزنگ

آفاق احمد زاہد، طارق محمود

مینیجر

سید افتخار احمد

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

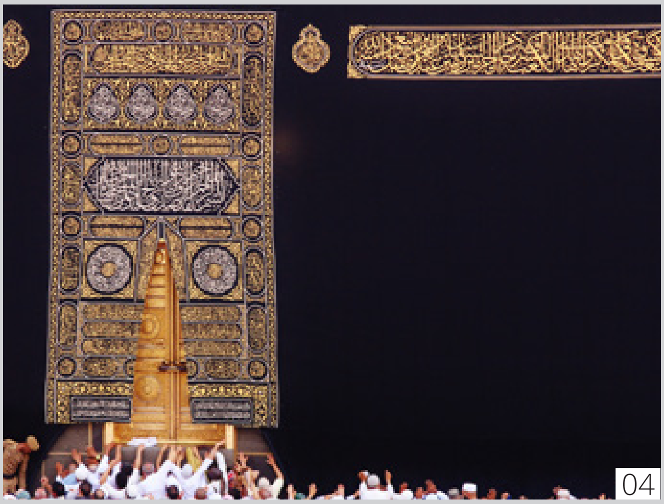

04

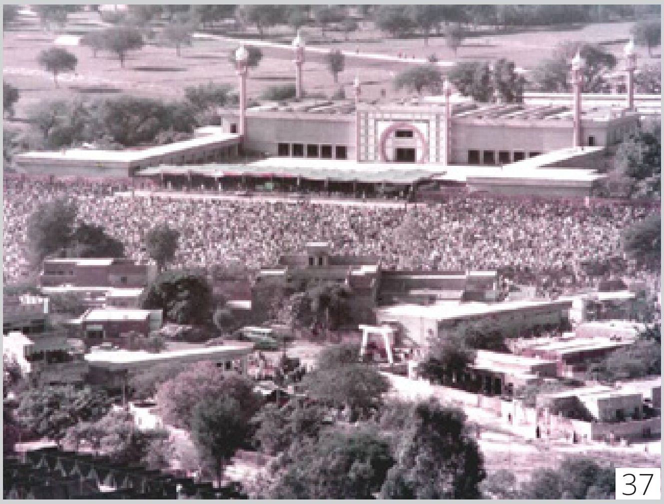

37

09

33

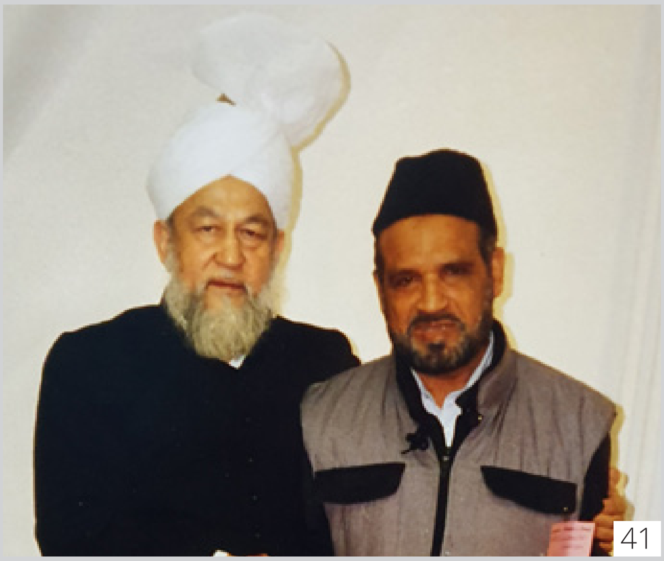

41

39

23

17

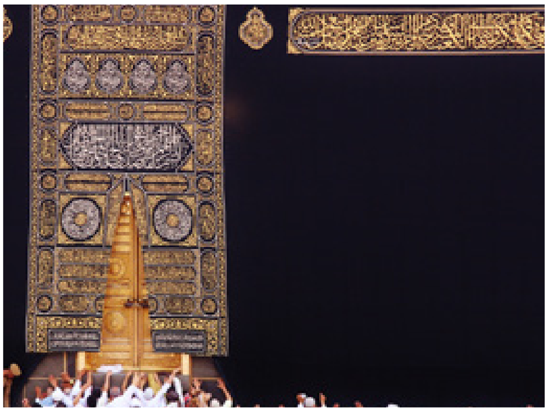

قال اللہ جلّ جلالہٗ

سَابِقُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (الحدید:22)

اپنے ربّ کی مغفرت کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھو اور اس جنت کی طرف بھی جس کی وسعت آسمان اور زمین کی وسعت کی طرح ہے جو اُن لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اِس کو جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ عظیم فضل والا ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ثُمَّ يَأْتِي عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ قَوْمٌ قَدْعَصَمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ، فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَ يُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ۔

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صبح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے تفصیل سے حالات بیان فرمائے اور اس کے آخر پر یہ خوشخبری عطا فرمائی کہ:

”پھر عیسیٰ بن مریم کے پاس ایسے لوگ آئیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس (دجال) کے اثر سے محفوظ رکھا ہوگا۔ وہ ان لوگوں کے چہروں سے غبار صاف کریں گے اور ان کو ان کے جنت میں درجات کے بارے میں بتلائیں گے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال وصفتہ ومامعہ)

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہوگے اور اُن دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں۔ اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔

(روحانی خزائن جلد 20۔ رسالہ الوصیّت صفحہ 308)

اور جب جنّت قریب کر دی جائے گی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

خداتعالیٰ نے جہاں میری وفات کی خبر دی ہے یہ بھی فرمایا ہے لَا نُبۡقِیۡ لَكَ مِنَ الۡمُخۡزِیَاتِ ذِکۡرًا۔ جو مامور ہو کر آتا ہے۔ بڑا اعتراض عقلمندوں کا یہ ہوتا ہے کہ وہ مرگیا کام کیا کیا؟ یہ مہذب لوگ کہتے ہیں کہ اتنا بڑا دعویٰ کیا تھا کہ کسر صلیب ہوگا اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ مگر اب خامی کی حالت میں چلے گئے۔ اس میں اللہ تعالیٰ پیشگوئی فرماتا ہے۔ لَا نُبۡقِیۡ لَكَ مِنَ الۡمُخۡزِیَاتِ ذِکۡرًا۔ اور سچے آدمی کو غم بھی یہی ہوتا ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ تیرے بوجھ کو جس نے تیری پیٹھ توڑ دی تھی اٹھادیا۔ وہ بھی علتِ غائی کا بوجھ ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں بشارت دی ہے گویا اس کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اب سنو! جبکہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے تو یہ ہو کر رہے گا، تمہیں مفت کا ثواب ہے۔ پس تم اس وصیّت کی تعمیل میں میرا ہاتھ بٹاؤ۔ وہ قادر خدا جس نے پیدا کیا ہے دنیا اور آخرت کی مُرادیں دیدے گا۔ (ملفوظات۔ جلد 4 صفحہ 673، 674 ایڈیشن 1988ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

دیکھو میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم روپے کو اپنا معبود مت بناؤ۔ یہ تمہارے کسی کام نہیں آئے گا۔ جس نفس کی حظّ کے لئے، جس اہل وعیال کے لئے، جن دوستوں کے لئے تم ناجائز کماؤ گے یا خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے رُکو گے وہ تمہیں کبھی کوئی فائدہ نہ دیں گے اور اس طرح سے تمہارے دل کو کبھی اطمینان اور خوشی نصیب نہیں ہوسکتی۔ بلکہ حرص کی جلن دن بدن ترقی کرتی چلی جاوے گی اور تمہارے ایمان کو بھی برباد کر کے چھوڑے گی۔ (ارشادات نور جلد دوم صفحہ 483)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

”پس جنت صرف غریبوں کے لئے ہی نہیں بلکہ امیروں کے لئے بھی ہے۔ جب قربانی اور اخلاص سے انسان جنت کا وارث ہوسکتا ہے تو یہ قربانی اور اخلاص جو بھی دکھائے گا جنت کا وارث ہوجائے گا، خواہ امیر ہو یا غریب۔ اور قرآن مجید میں تو یہ مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی علامت بیان کی گئی ہے کہ وَ اِذَا الۡجَنَّۃُ اُزۡلِفَتۡ (التکویر:14) یعنی اس زمانہ میں جنت قریب کی جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا صحیح ترجمہ وصیّت ہی ہے۔ یعنی مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جنت اس طرح قریب کر دی جائے گی کہ لوگوں کو یقین ہو جائے گا کہ فلاں کو جنت مل گئی“۔ (خطبات محمود جلد 13 صفحہ 566، فرمودہ 26 اگست 1932ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا انزل فیھا کل رحمۃ۔ اس قبرستان میں ہر قسم کی رحمت کو نازل کیا گیا ہے یعنی اس میں دفن ہونے والے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کے وارث ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان تمام نعمتوں کا کب اور کس طرح وارث بنتا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک دوسرے الہام میں بتایا الخیر کلہٗ فی القران۔ ساری بھلائیاں اور نیکیاں اور سب موجبات رحمت قرآن کریم میں ہیں اور رحمت کے کوئی سامان ایسے نہیں جو قرآن کریم کو چھوڑ کر کسی اور جگہ سے حاصل کئے جاسکیں اور رحمت کے ہر قسم کے سامان صرف قرآن کریم سے ہی حاصل کئے جاسکتے ہیں...... پس اللہ تعالیٰ نے ان دو وحیوں کے ذریعہ ہمیں اس طرف متوجہ کیا کہ موصی حقیقتاً وہی ہوتا ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں، اس کے فضل، اس کی رحمت اور اس کے احسان کی وجہ سے اس لئے نازل ہوتی ہیں کہ اس شخص نے اپنی گردن کلیۃً قرآن کریم کے جُوا کے نیچے رکھی ہوتی ہے۔ اپنے پر وہ ایک موت وارد کرتا ہے اور خدا میں ہو کر ایک نئی زندگی پاتا ہے اور اس وحی کی زندہ تصویر ہے کہ الخیر کلہ فی القرآن۔

(خطبہ جمعہ 5 اگست 1966 خطبات ناصر جلد اول ص 346-345)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

”میں موصیان کو نصیحت کرتا ہوں کہ ابھی وقت ہے زندگی میں خدا تعالیٰ سے اپنے معاملات درست کر لینے کا۔ اگر اس دور میں آپ نے اپنے معاملات درست نہ کئے یا بعض باتیں مخفی رکھیں اور کسی پہلو سے بھی تقویٰ کے معیار پر پورا نہ اترے تو یہ وہم وگمان دل سے نکال دیں کہ قیامت کے دن آپ اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کے بدلے اس دنیا کی مالی قربانیاں پیش کر یں گے۔ یہاں کھاتے میں جو کچھ مرضی لکھا ہوا ہو یہ تو دفتر وصیّت کا کھاتہ ہے وہاں منتقل نہیں ہوگا وہاں تو کِرَامًا کَاتِبِیۡنَ (الانفطار:11) کے کھاتے اور ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28 مارچ 1986ء خطبات طاہر جلد 5 ص 248)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

”میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ نظام خلافت اور نظام وصیّت کا بڑا گہرا تعلق ہے اور ضروری نہیں کہ ضروریات کے تحت پہلے خلفاء جس طرح تحریکات کرتے رہے ہیں، آئندہ بھی اسی طرح مالی تحریکات ہوتی رہیں بلکہ نظام وصیّت کو اب اتنا فعال ہوجانا چاہیے کہ سو سال بعد تقویٰ کے معیار بجائے گرنے کے نہ صرف قائم رہیں بلکہ بڑھیں اور اپنے اندر روحانی تبدیلیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں اور قربانیاں کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں۔ یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں۔ جب اس طرح کے معیار قائم ہوں گے تو انشاءاللہ تعالیٰ خلافت حقہ بھی قائم رہے گی۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 اگست 2004ء خطبات مسرور جلد 2 ص 559، 560)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّــاصر

اسلام آباد (یوکے): T-9771-1A
22-11-2019

مکرم نیشنل سیکریٹری صاحب وصایا، جماعت احمدیہ جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ جرمنی اپنے رسالہ اخبار احمدیہ کا وصیّت نمبر شائع کرنے کی توفیق پارہی ہے۔ اللہ کرے کہ اس کے ذریعہ احباب جماعت کو نظام وصیّت کی اہمیت اور اس کی برکات کا علم ہوجائے۔ اللہ ان کو اس نظام میں شامل ہوکر اپنے اندر نیک اور پاک تبدیلیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یاد رکھیں نظام وصیّت ایک ایسا نظام ہے جو اللہ تعالیٰ کا قرب پانے اور انجام بالخیر حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعہ جہاں اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے سامان پیدا ہو رہے ہیں وہاں حقوق العباد ادا کرنے کے سامان بھی پیدا ہو رہے ہیں۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے آنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت قائم ہو جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی ہو اور اس کو آخرت کی فکر ہو۔ آپ نے ساری زندگی اس اہم کام میں صرف کی اور ایسے مخلصین کی جماعت تیار کی جنہوں نے دنیا کی محبت ترک کردی اور خدا کے لئے ہوگئے۔ دسمبر 1905ء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بار بار یہ خبر دی کہ قرب اجلک المقدر اور آپ کو ایک قبر دکھلائی گئی جو چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ اللہ نے آپ کو بتایا کہ یہ آپ کی قبر ہے نیز آپ کو ایک اور جگہ دکھلائی گئی جس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا تو الٰہی اشاروں پر آپ کے ذہن میں ایک ایسے قبرستان کی تجویز آئی جو ایسے پاک لوگوں کی خواب گاہ ہو جنہوں نے اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا کرلی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیّت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔‘

رسالہ الوصیّت (روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 319)

اس طرح آپ نے مالی قربانی کا ایک ایسا اہم نظام جاری فرمایا جو آپ کے ماننے والوں کے لئے تزکیہ نفس کا ذریعہ ہو۔ آپ نے اس مالی نظام میں شامل ہونے کی یوں تلقین فرمائی کہ:

’تم اس وصیّت کی تکمیل میں میرا ہاتھ بٹاؤ۔ وہ قادر خدا جس نے پیدا کیا ہے دنیا و آخرت کی مرادیں دے

دے گا نیز فرمایا خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذّات چھوڑ کر، اپنی عزت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے۔۔۔ ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔۔۔ تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔' رسالہ الوصیّت (روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307،308)

پس میرا آپ کے لئے یہ پیغام ہے کہ مالی قربانی کے اس نظام میں شامل ہوں۔ اپنی اصلاح کی خاطر اور اپنے انجام بالخیر کی خاطر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قدم آگے بڑھائیں۔ میں نے جرمنی میں ہی آپ کی نیشنل مجلس عاملہ کی میٹنگ میں توجہ دلائی تھی کہ اگر آپ موصیان کی تعداد بڑھائیں گے تو آپ کے مسائل بھی ختم ہو جائیں گے۔ تربیت بھی ہو جائے گی۔ وصیت میں مردوں کی تعداد بڑھائیں۔ پھر مربیان اور عہدیدار بھی وصیّت کریں۔ جب تک وصیّت کی طرف راغب کرنے والے وصیّت نہیں کریں گے تو وہ نظام وصیّت کے ساتھ منسلک ہونے کی تلقین نہیں کر سکتے۔ پھر موصی کو قربانی کے معیار بڑھانے اور نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ وصیّت کے نظام کا نظام خلافت کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وفات کی خبروں پر جہاں جماعت کی تربیت کی فکر پیدا ہوئی اور آپ نے مالی قربانی کے نظام کو جاری فرمایا وہیں آپ نے جماعت کو یہ خوشخبری بھی دی کہ خدا تعالیٰ اس سلسلہ کو ضائع نہیں کرے گا بلکہ ایک دوسری قدرت کا ہاتھ سب کو تھام لے گا۔ آپ نے فرمایا: تم میری اس بات سے غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔

پس نظام وصیّت اور نظام خلافت کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ مالی قربانی کا نظام خلافت کے بابرکت سائے میں ہی مضبوط ہو سکتا ہے۔ جب تک خلافت قائم رہے گی جماعت کی مالی قربانی کے معیار بڑھتے رہیں گے۔ آپ کے تقویٰ کے معیار بڑھتے رہیں گے۔ آپ کو روحانی زندگی حاصل ہو گی۔

پس میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احمدیوں کو ہمیشہ خلافت احمدیہ سے وابستہ رکھے اور جو نظام وصیّت میں شامل نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس میں حصہ لینے کی توفیق دے۔ آمین

والسلام

خاکسار

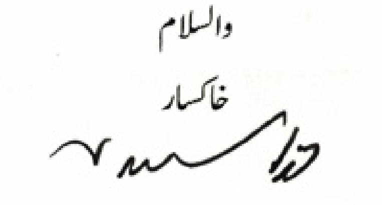

خلیفۃ المسیح الخامس

دُنیا سے دست کش ہو کر آخرت کے لئے کمر کس لو

الا اے کہ ہشیاری و پاک زاد پئے حرص دنیا مدہ دیں بباد

خبردار! اے سمجھدار اور نیک فطرت انسان دنیا کے لالچ کے پیچھے دین کو برباد نہ کر

بدیں دارِفانی دلِ خود مبند کہ دارد نہاں راحتش صد گزند

اس فانی دنیا سے اپنا دل نہ لگاؤ کہ اس کے آرام میں سینکڑوں دکھ پوشیدہ ہیں

اگر باز باشد ترا گوشِ ہوش زِ گورت ندائے درآید بگوش

اگر تیرے ہوش کے کان کھلے ہوں تو تجھے اپنی قبر سے یہ آواز سنائی دے

برست آنکہ بر موت دارد نگاہ بریدہ زِ دنیا، دو دیدہ براہ

راہ راست پر وہی ہے جو موت پر نظر رکھتا ہے دنیا سے کنارہ کر کے جس کی دونوں آنکھیں (موت) کے انتظار میں لگی ہیں

سفر کردہ پیش از سفر سوئے یار کشیدہ زِ دنیا ہمہ رخت و بار

مرنے سے پہلے ہی وہ محبوب کی طرف سفر کر گیا اور دنیا سے اپنا سب سامان اور اسباب نکال کر الگ کر لیا

پئے دار عُقبٰی کمر بستہ چُست رہا کردہ سامان ایں خانہ سُست

آخرت کے لئے اپنی کمر کس کر باندھ لی اور اس نکمے گھر(دنیا) کا سامان چھوڑ دیا

چو کارِ حیات است کارے نہاں ہماں بہ کہ دل بگسلی زیں مکاں

چونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں اس لئے یہی مناسب ہے کہ تو اِس مکاں(دنیا) سے دل چھڑا لے

چو آخر زِ دنیا سفر کردن است چو روزے ازیں رہ گذر کردن است

آخرکار دنیا سے سفر کرنا ہی پڑے گا اور ایک دن اس دنیا سے گزر کر جانا ہی ہو گا

چرا عاقلے دل بہ بندد دراں کہ ناگہ و زد بر گُلِ او خزاں

تو پھر عقلمند اس(دنیا) سے دل کیوں لگائے کہ ایک دن اچانک ان پھولوں پر خزاں آ جائے گی

چرا دل نہ بندی بداں دلستاں کہ مہرش رہاند زِ بندِ گراں

تو اس محبوب سے اپنا دل کیوں نہیں لگاتا کہ جس کی محبت قید شدید سے آزاد کر دیتی ہے

برو فکرِ انجام کن اے غوی زِ سعدی شنو گر زِ من نشنوی

اے گمراہ شخص جا۔ اور اپنی عاقبت کی فکر کر اگر تو میری بات نہیں سنتا تو سعدی کی ہی سن لے

عروسی بود نوبتِ ماتمت اگر برنکوئی بود خاتمت

تیری موت کا وقت خوشی کا باعث ہو جائے گا اگر تیرا خاتمہ نیکی پر ہو گا

انتخاب از رسالہ الوصیّت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 322

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی زبان مبارک سے جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کے موقع پر نظام وصیّت کے لئے تحریک

وصیّت قربِ الٰہی پانے کا انقلابی نظام

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''الٰہی جماعتوں کی یہ نشانی ہے کہ وہ ہر وقت اس کوشش میں ہوتی ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا جائے اور کس طرح اس کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی جماعت میں شامل ہونے والے، اس کے پیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ہر وقت اُن باتوں کی تلاش میں رہے جو اللہ تعالیٰ کو عزیز ہیں تا کہ اس کا قرب اور پیار حاصل کیا جا سکے۔ ہمیں اس زمانے کے امام نے جس کو قرآن کریم کا صحیح فہم عطا ہوا اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو صحیح طور پر سمجھا اس طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کیا ہیں اور ان پر کس طرح عمل کیا جائے کہ انجام بخیر ہو اور بڑے درد سے اپنی جماعت کو یہ نصیحت فرمائی کہ تم لوگ یہ نہ سمجھو کہ اس دنیا میں آنے کا مقصد صرف اس دنیا کی لہو و لعب سے دل لگانا ہے اور اس دنیا کی مادی چیزوں کا حصول ہے کہ یہی تمہارا مقصد ہو۔ نہیں، بلکہ یہ چیزیں تو تمہیں آزمانے کیلئے پیدا کی گئی ہیں تا کہ پتہ چلے کہ مومن اور غیر مومن میں فرق کیا ہے۔ مومن ان چیزوں کو اگر حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو صرف اس حد تک جو اس کی زندگی کے لئے ضروری ہیں۔ وہ یہ چیزیں اگر حاصل کرتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس معاشرے میں ہر ایک کو مختلف صلاحیتیں دی ہیں اس کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور باقی مخلوق کی نسبت اس کی ضروریات بھی مختلف رکھی ہیں تو ان صلاحیتوں کی وجہ سے ہر ایک کا اپنا اپنا ایک شعبہ ہے، ایک کام ہے۔ کوئی امیر ہے کوئی غریب ہے۔ تم جو یہ چیزیں حاصل کرتے ہو تو یہ خیال رکھو کہ جن کو ان چیزوں کی فراوانی ہو، جو امیر ہیں وہ اپنے دوسرے بھائیوں کا بھی خیال رکھیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق بھی ادا ہوں تو فرمایا کہ مومن کو ہمیشہ دو باتوں کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دوسرے اس کی مخلوق سے ہمدردی۔ اگر یہ دو باتیں پیدا ہو گئیں تو سمجھو کہ تم نے اپنے مقصدِ حیات کو پا لیا اور اس لحاظ سے تم اپنے اچھے انجام کی طرف قدم اُٹھانے والوں میں شمار کئے جاؤ گے۔ اور ایسے لوگوں کو پھر خدا تعالیٰ ضائع نہیں کرتا بلکہ اپنے مقربین میں جگہ دیتا ہے اور مرنے کے بعد دائمی جنتوں کا وارث ٹھہراتا ہے۔''

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ زندگی اختیار کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں بہت سے ذرائع تفصیل سے بیان فرمائے اور پھر فرمایا:

پاک ہونے کا ایک طریقہ اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نظامِ وصیّت بھی فرمایا ہے۔ آگے چل کر اس کا ذکر کروں گا۔

پھر فرمایا: ''پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشیء سمجھے اور آستانۂ اُلوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے۔ اور اُس نُورِ معرفت کو مانگے جو جذباتِ نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوت اور حرارت پیدا

کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصہ مل جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اَور بھی ترقی ہو۔ کیونکہ جس قدر وہ اپنے آپ کو لاشی سمجھے گا اسی قدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اُتریں گے جو اس کو روشنی اور قوت پہنچائیں گے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے گی۔ دنیا میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنا بھی تکبر ہے اور یہی حالت بنا دیتا ہے۔ پھر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دوسرے پر لعنت کرتا ہے اور اسے حقیر سمجھتا ہے''۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 213 جدید ایڈیشن)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس قدر تڑپ تھی اپنی جماعت کو تقویٰ کے اعلیٰ معیار تک پہنچانے اور عاجزی دکھاتے ہوئے ہر فرد جماعت کی گردن خدا تعالیٰ کے آستانہ پر جھکانے اور اس کا عرفان حاصل کروانے اور اس کی مخلوق سے حقیقی ہمدردی پیدا کرنے کی کہ آپؑ ہمیشہ جماعت کی اس نہج پر تربیت بھی فرماتے رہے۔ اس سلسلہ میں آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میں یہ سب باتیں بار بار اس لئے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ اور طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ قائم کرے۔ عام طور پر تکبر دنیا میں پھیلا ہوا ہے علماء اپنے علم کی شیخی اور تکبر میں گرفتار ہیں۔ فقراء کو دیکھو تو ان کی بھی حالت اور ہی قسم کی ہو رہی ہے۔ ان کو اصلاح نفس سے کوئی کام ہی نہیں رہا۔ ان کی غرض و غایت صرف جسم تک محدود ہے اس لئے ان کے مجاہدے اور ریاضتیں بھی کچھ اور ہی قسم کی ہیں... جن کا چشمہ نبوت سے پتہ نہیں چلتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ دل کو پاک کرنے کی طرف ان کی توجہ ہی نہیں صرف جسم ہی جسم باقی رہا ہوا ہے جس میں روحانیت کا کوئی نام و نشان نہیں۔ یہ مجاہدے دل کو پاک نہیں کر سکتے اور نہ کوئی حقیقی نور معرفت کا بخش سکتے ہیں۔ پس یہ زمانہ اب بالکل خالی ہے۔ نبوی طریق جیسا کہ کرنے کا تھا وہ بالکل ترک کر دیا گیا ہے اور اس کو بھلا دیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ عہد نبوت پھر آجاوے اور تقویٰ اور طہارت پھر قائم ہو اور اس کو اس نے اس جماعت کے ذریعہ چاہا ہے۔ پس فرض ہے کہ حقیقی اصلاح کی طرف تم توجہ کرو اسی طرح پر جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح کا طریق بتایا ہے''۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 213 جدید ایڈیشن)

اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ: ''شریعت کے دو ہی بڑے حصے اور پہلو ہیں جن کی حفاظت انسان کو ضروری ہے۔ ایک حق اللہ اور دوسرا حق العباد۔ حق اللہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کی اطاعت، عبادت، توحید، ذات اور صفات میں کسی دوسری ہستی کو شریک نہ کرنا۔ اور حق العباد یہ ہے کہ اپنے بھائیوں سے تکبر، خیانت اور ظلم کسی نوع کا نہ کیا جاوے۔ گویا اخلاقی حصہ میں کسی قسم کا فتور نہ ہو۔ سننے میں تو یہ دو ہی فقرے ہیں لیکن عمل کرنے میں بہت ہی مشکل ہیں''۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 214 جدید ایڈیشن)

آپؑ فرماتے ہیں: ''دیکھو دنیا چند روزہ ہے اور آگے پیچھے سب مرنے والے ہیں قبریں منہ کھولے ہوئے آوازیں مار رہی ہیں اور ہر شخص اپنی اپنی نوبت میں جا داخل ہوتا ہے۔ عمر ایسی بے اعتبار اور زندگی ایسی ناپائیدار ہے کہ چھ ماہ اور تین ماہ تک زندہ رہنے کی امید کیسی؟ اتنی بھی امید اور یقین نہیں کہ ایک قدم کے بعد دوسرے قدم اُٹھانے تک زندہ رہیں گے یا نہیں۔ پھر جب یہ حال ہے کہ موت کی گھڑی کا علم نہیں اور یہ پکی بات ہے کہ وہ یقینی ہے، ٹلنے والی نہیں تو دانش مند انسان کا فرض ہے کہ ہر وقت اس کے لئے تیار رہے۔ اسی لئے قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (البقرۃ:133) ہر وقت کہ جب تک انسان خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف نہ رکھے اور ان ہر دو حقوق کی پوری تکمیل نہ کرے بات نہیں بنتی۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ حقوق بھی دو قسم کے ہیں ایک حقوق اللہ اور دوسرے حقوق العباد۔

اور حقوقِ عباد بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو دینی بھائی ہو گئے ہیں خواہ وہ بھائی ہیں یا باپ ہے یا بیٹا مگر ان سب میں ایک دینی اخوت ہے اور ایک عام بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق یہی ہے کہ اس کی عبادت کی جاوے اور یہ عبادت کسی غرض ذاتی پر مبنی نہ ہو۔ بلکہ اگر دوزخ اور بہشت نہ بھی ہوں تب بھی اس کی عبادت کی جاوے اور اس ذاتی محبت میں جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہونی چاہئے کوئی فرق نہ آوے۔ اس لئے ان حقوق میں دوزخ اور بہشت کا سوال نہیں ہونا چاہئے۔ بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا ہے''۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 68 جدید ایڈیشن)

پس جیسا کہ فرمایا: جماعت کا فرض ہے کہ حقیقی اصلاح کی طرف توجہ کرو۔ وہ حقیقی اصلاح کیا ہے؟ حقیقی اصلاح وہ ہے جس کا آنحضرت ﷺ نے ہمیں طریق بتایا ہے اور اس میں ایک تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے جیسا کہ پہلے ہی بتایا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ خالص ہو کر اس کی عبادت کی جائے اس کے احکامات پر عمل کیا جائے اس کی توحید کو قائم کیا جائے یہ نہیں ہے کہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کہہ کر دنیا کو تو کوئی پیغام دے رہے ہوں کہ اللہ ایک ہے۔ اور اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔ اور ہم بڑے زور سے پکار پکار کر دنیا کو کہتے ہیں کہ اللہ ایک ہے۔ اگر تم اپنی اور نسلوں کی بقاء چاہتے ہو تو اس ایک خدا کی طرف لَوٹو، اس کی عبادت کرو جو تمہارا بھی رب ہے لیکن ہمارے اپنے دلوں میں کئی بُت قائم ہوئے ہوئے ہوں، ہمارے عمل اس کے اُلٹ ہوں، پانچ وقت نمازوں میں ہم سستی دکھا رہے ہوں، اس کی صفات پر ہمیں مکمل یقین نہ ہو۔ ایک طرف تو ہم یہ کہہ رہے ہوں کہ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے اور دوسری طرف ہمارے سے ایسی حرکات سرزد ہو رہی ہوں جیسے خدا تعالیٰ کو ان کا علم ہی نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی صفات پر یقین پیدا ہو جائے گا تو خدا تعالیٰ کی محبت اور حقیقی اطاعت تو خود بخود پیدا ہو جائے گی۔ پھر یاد رکھیں حقوق العباد بھی بہت اہم ہیں۔ تمہارے دل میں اپنے بھائیوں کے متعلق کسی بھی قسم کا تکبر کا خیال پیدا نہیں ہونا چاہئے بلکہ آپ نے فرمایا ہے کہ تمہارا سینہ دشمن کے لئے بھی صاف ہونا چاہئے۔ کبھی ان کے حقوق غصب کرنے اور ان سے خیانت کرنے کے بارہ میں بھی تمہارے دل میں خیال پیدا نہ ہو اور کبھی تم اپنے بھائیوں پر ادنیٰ سا ظلم کرنے والے بھی نہ ٹھہرو۔

گذشتہ ایک سال میں مَیں نے بساط کے مطابق ان بنیادی اخلاق کے بارہ میں اتنی کھل کر تفصیلاً توجہ دلانے کی کوشش کی ہے اور جس نے بھی ان خطبات کو سنا ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ اور اس کے رسول اور حقوق العباد کے کیا طریق ہیں۔ قرآن حدیث سے بہت کھل کر طریق بتائے گئے ہیں۔ اب میں پھر کہتا ہوں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دردِ دل کو محسوس کریں۔ اپنے آپ میں محبت کی فضا پیدا کریں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ کریں تا کہ آسمان میں پاکبازوں میں شمار ہوں اور خاتمہ بالخیر کیلئے کوشش کرنے والوں میں شمار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک دوسرے کی خاطر قربانیاں کرنے کی توفیق دے اور اُن لوگوں میں شمار ہونے کی توفیق دے جو منعم علیہ گروہ ہیں ورنہ ہمارا شمار اُن لوگوں میں ہوگا جو منہ سے تو صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ کہہ رہے ہوتے ہیں مگر دل سے یہ سمجھتے ہیں کہ نہ ہم ان میں شمار ہو سکتے ہیں اور نہ ہی ہمیں ان میں شمار ہونے کی ضرورت ہے یا خواہش ہے۔ انسان کو موت کو بھی ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ موت کا خیال رہے تو حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بھی خیال رہے گا۔ اس لئے روزانہ اپنا محاسبہ کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی اُسی وقت قائم ہوں گے، اُسی وقت قابل قبول ہوں گے جب بندوں کے حقوق بھی ساتھ ادا ہو رہے ہوں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”ہر شخص کو ہر روز اپنا مطالعہ کرنا چاہئے کہ وہ کہاں تک ان امور کی پرواہ کرتا ہے اور کہاں تک وہ اپنے بھائیوں سے ہمدردی اور سلوک کرتا ہے۔ اُس کا بڑا بھاری مطالبہ انسان کے ذمہ ہے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ کہے گا کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ میں پیاسا تھا اور تو نے مجھے پانی نہ دیا۔ میں بیمار تھا، تم نے میری عیادت نہ کی۔ جن لوگوں سے یہ سوال ہوگا وہ کہیں گے کہ اے ہمارے ربّ تو کب بھوکا تھا جو ہم نے کھانا نہ دیا۔ تو کب پیاسا تھا جو پانی نہ دیا۔ اور تو کب بیمار تھا جو تیری عیادت نہ کی۔ پھر خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ میرا فلاں بندہ جو ہے وہ ان باتوں کا محتاج تھا مگر تم نے اُس کی کوئی ہمدردی نہ کی۔ اُس کی ہمدردی میری ہمدردی تھی۔ ایسا ہی ایک اور جماعت کو کہے گا کہ شاباش! تم نے میری ہمدردی کی۔ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا وغیرہ۔ وہ جماعت عرض کرے گی کہ اے ہمارے خدا! ہم نے کب تیرے ساتھ ایسا کیا؟ تب اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ میرے فلاں بندہ کے ساتھ جو تم نے ہمدردی کی وہ میری ہی ہمدردی تھی۔

دراصل خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ وہ اس سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔ عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اُس کے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اُس کی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جس کا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہوگا؟ کبھی نہیں۔ حالانکہ اُس کو تو کوئی تکلیف اُس نے نہیں دی۔ مگر نہیں۔ اس نوکر کی خدمت اور اس کے ساتھ حسن سلوک گویا مالک کے ساتھ حُسن سلوک ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چڑ ہے کہ کوئی اُس کی مخلوق سے سرد مہری برتے کیونکہ اُس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے۔

غرض اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہے میری دانست میں یہی پہلو حقوق العباد کا ہے جو حقوق اللہ کے پہلو کو تقویت دیتا ہے۔ جو شخص نوع انسان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتا ہے خدا تعالیٰ اس کے ایمان کو ضائع نہیں کرتا۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک کام کرتا ہے اور اپنے ضعیف بھائی کی ہمدردی کرتا ہے تو اس اخلاص سے اُس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ نمائش اور نمود کے لئے جو اخلاق برتے جائیں وہ اخلاق خدا تعالیٰ کے لئے نہیں ہوتے اور ان میں اخلاص کے نہ ہونے کی وجہ سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا"۔

آپ فرماتے ہیں کہ: ”میں نے تذکرۃ الاولیاء میں پڑھا ہے کہ ایک ولی اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بارش ہوئی اور کئی روز تک رہی۔ ان بارش کے دنوں میں مَیں نے دیکھا کہ ایک اسّی برس کا بوڑھا گبر ہے ”بزرگ آدمی جو کہ آگ پرست تھا“ جو کوٹھے پر چڑیوں کے لئے دانے ڈال رہا ہے۔ میں نے اس خیال سے کہ کافر کے اعمال حبط ہو جاتے ہیں اُس سے کہا کہ کیا تیرے اس عمل سے تجھے کچھ ثواب ہوگا؟ اُس گبر نے جواب دیا کہ ہاں ضرور ہوگا۔ پھر وہی ولی اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جو میں حج کو گیا تو دیکھا کہ وہی گبر طواف کر رہا ہے۔ اُس گبر نے مجھے پہچان لیا اور کہا کہ دیکھو ان دانوں کا مجھے ثواب مل گیا یا نہیں؟۔ یعنی وہی دانے میرے اسلام تک لانے کا موجب ہو گئے۔

حدیث میں بھی ذکر آیا ہے کہ ایک صحابیؓ نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ ایام جاہلیت میں مَیں نے بہت خرچ کیا تھا کیا اُس کا ثواب بھی مجھے ہوگا؟ آنحضرت ﷺ نے اس کو جواب دیا کہ یہ اُسی صدقہ وخیرات کا ثمرہ تو ہے کہ تو مسلمان ہو گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کے ادنیٰ فعل اخلاص کو بھی ضائع نہیں کرتا اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مخلوق کی ہمدردی اور خبر گیری حقوق اللہ کی حفاظت کا باعث ہو جاتی ہے“۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 215 تا 216 جدید ایڈیشن)

اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور اُسے ہی ہم اعلیٰ اخلاق کا انسان کہہ سکتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی کا جذبہ بہت زیادہ پایا جاتا ہو اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تو اس ہمدردی کے دائرے کو بہت وسیع کر دیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ: تم اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہ کرو بلکہ خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو خواہ کوئی ہو۔ جو تم سے بُرائی کرتا ہے اگر اُس کو بھی کبھی تمہاری ہمدردی اور مدد کی ضرورت ہے تو اُس سے بھی ہمدردی کرو بلکہ اُس کا تمہارے ساتھ بُرائی کرنا تمہاری ہمدردی کا تقاضا کرتا ہے اُس سے اُس کی یہ بُرائی دیکھ کر تمہارے دل میں تڑپ پیدا ہو، اُس کے لئے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو۔ اور اُس ہمدردی کے جذبہ کے تحت تم اُس کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرو کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے پتہ نہیں کس وجہ سے اُس کو میرے خلاف غصہ اور بغض اور کینہ ہے جس کی آگ میں یہ بیچارہ جل رہا ہے۔ اس کو اس کی اس تکلیف سے بچا لے اور تسکین

قلب عطا فرما۔ اس کو عقل دے اور سمجھ دے اور اس کی نسلوں کو بھی ان برائیوں سے اور ان برائیوں کے اثرات سے محفوظ رکھ۔ جب تم اس طرح دوسرے کے لئے دعا کروگے اُس کی تکلیف کا احساس کر رہے ہوگے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تب ہی کہا جا سکتا ہے کہ تم خدا تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کر رہے ہو جس پر ایک مومن کو چلنا چاہئے یعنی {اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَ الۡاِحۡسَانِ وَ اِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی} (النحل:91) پہلی بات تو یہ ہے کہ تم ہمیشہ عدل وانصاف کو ملحوظ رکھو کیونکہ یہ نیکی ہے۔ اور جو کوئی تم سے نیکی کرے تم بھی اُس کے ساتھ نیکی کرو۔ اور پھر یہ یاد رکھو کہ مومن کا قدم ایک جگہ کھڑا نہیں ہوتا بلکہ آگے بڑھتا ہے اور جتنا جتنا تم نیکیوں میں ترقی کرتے جاؤ گے اُتنا اُتنا ایمان میں ترقی کرتے چلے جاؤ گے۔

آپ فرماتے ہیں کہ: ”پھر دوسرا درجہ یہ ہے کہ تم اُس سے بھی بڑھ کر اُس سے سلوک کرو۔ یہ احسان ہے۔ احسان کا درجہ اگرچہ عدل سے بڑھا ہوا ہے اور یہ بڑی بھاری نیکی ہے لیکن کبھی نہ کبھی ممکن ہے کہ احسان والا اپنا احسان جتلا دے۔ مگر اِن سے بڑھ کر ایک درجہ ہے کہ انسان ایسے طور پر نیکی کرے جو محبت ذاتی کے رنگ میں ہو جس میں احسان نمائی کا بھی کوئی حصہ نہیں ہوتا ہے۔ جیسے ماں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے۔ وہ اس پرورش میں کسی اجر اور صلے کی خواستگار نہیں ہوتی بلکہ ایک طبعی جوش ہوتا ہے جو بچے کے لئے اپنے سارے سکھ اور آرام قربان کر دیتی ہے“۔
(ملفوظات جلد 2 صفحہ 217)

فرمایا: ”پس اس طریق پر نیکی ہو کہ اُسے طبعی مرتبہ تک پہنچایا جاوے کیونکہ جب کوئی شے ترقی کرتے کرتے اپنے طبعی کمال تک پہنچ جاتی ہے اس وقت وہ کامل ہوتی ہے۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اُس کی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے۔ اگر وہ بدی کو پسند کرتا تو بدی کی تاکید کرتا مگر اللہ تعالیٰ کی شان اس سے پاک ہے“۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 217)

تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں توجہ دلائی ہے کہ سنو اور یاد رکھو کہ میرے آنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت قائم کروں جو صرف دنیا پر ہی نہ ٹوٹی پڑتی ہو بلکہ اُس کو آخرت کی بھی فکر ہو۔ اُس کو یہ بھی فکر ہو کہ ہم نے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے۔ اور ہمارے اعمال ایسے ہوں کہ جو کہ خاتمہ بالخیر کی طرف لے جانے والے ہوں۔ اور جب ہم اللہ کے حضور حاضر ہوں تو خالی ہاتھ نہ ہوں۔ فرمایا کہ اعمال کو سجانے کے لئے دو باتوں کا خیال رکھو اگر ان کے مطابق تم نے عمل کر لئے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بندوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ اور وہ باتیں کیا ہیں؟ حقوق اللہ یعنی اللہ کی عبادت کرنا، اُس کی وحدانیت کا اعلان کرنا، اُس کا خوف اور خشیت اپنے پر طاری رکھنا اور اُس کی رضا کے حصول کی کوشش کرنا۔ دوسری یہ کہ اُس کے بندوں کے حقوق ادا کرنا اور معاشرے سے فساد کو ختم کرنا۔ اُس کا بھی آخری نتیجہ یہ ہی نکلے گا کہ تم حقوق اللہ ادا کرنے والے ہو گے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوگے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کے بارے میں تم سنتے بھی ہو جانتے بھی ہو مگر پھر بھی تم کو عمل کرنے کی اس طرح توفیق نہیں ملتی جس طرح کہ ان کو بجالانے کا حق ہے تو فرمایا کہ اس کے تین طریق ہیں۔ ایک تو یاد رکھو کہ ہر کام کو کرنے کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے۔ دنیاوی مقاصد حاصل کرنے کے لئے بھی محنت کرنی پڑتی ہے۔ دنیاوی امتحانوں کے لئے بھی ایک لمبا عرصہ تیاری کرتے ہو تو پھر کہیں جا کر کہیں کامیاب ہوتے ہو۔ اگر پھر کسی خاص شعبہ میں جانے کے لئے مطلوبہ نمبر یا گریڈ نہ ملیں تو پھر کوشش ہوتی ہے تاکہ گریڈ امپروو (improve) ہو جائے۔ تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے بھی تمہیں کوشش کرنی ہو گی پھر یہ تو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کا معاملہ ہے اس لئے صرف تمہاری تدبیروں اور کوششوں سے یہ مقام حاصل نہیں ہو جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ہی یہ معیار تمہیں حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور اس کے لئے تمہیں خدا تعالیٰ کے سامنے جھکنا ہو گا، اُس کے حضور گڑگڑانا ہو گا، اُس سے دعائیں مانگنی ہوں گی۔ اور جب تم کوشش کے ساتھ دعاؤں میں لگو گے تو تم ان لوگوں میں شامل ہونے والوں کی طرف قدم اُٹھانے والے ہو گے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ یہاں بھی شیطان تمہارے راستے میں روڑے اٹکاتا رہے گا، تمہیں ورغلاتا رہے گا۔ تو تدبیر اور دعا کے ساتھ یہ بھی کوشش کرو کہ تم صحبتِ صالحین سے فائدہ اُٹھاؤ۔ نیک مجالس اور نیک لوگوں میں بیٹھنے کی کوشش کرو جو تمہیں نیکیوں کی تلقین کرنے والے ہوں اور نیک اعمال بجالانے والے ہوں۔ تو اس طرح تم نیکیوں کے معیار قائم کرتے چلے جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوگے۔

یہ ارشادات جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا جن کا خلاصہ میں نے بیان کیا ہے یہ 1904ء میں آپ نے جلسہ سالانہ میں فرمائے تھے اور بڑے درد سے آپ نے جماعت کو انجام بخیر ہونے کی طرف توجہ دلائی تھی۔ لیکن ٹھیک ایک سال کے بعد جیسا کہ میں نے پہلے ضمناً ذکر کیا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ جماعت کو بتا دو نیکیوں پر قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے اور انجام بخیر حاصل کرنے کے لئے ایک اور ذریعہ بھی ہے جو تمہیں نیکیوں پر قائم رہنے اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے میں مددگار ہو گا بلکہ انتہائی اہم نسخہ ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے سامان بھی پیدا ہو رہے ہونگے اور حقوق العباد ادا کرنے کے سامان بھی پیدا ہو رہے ہوں گے اور وہ ہے ”نظامِ وصیت“۔ اس کی اہمیت کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ: ”تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اُس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُن کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں“۔ (روحانی خزائن جلد 20 رسالہ الوصیت صفحہ 308 جدید ایڈیشن)

پس آپ نے ہمیں وصیت کا نظام جاری کرتے ہوئے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ یہ نظام خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا ایک ذریعہ ہے اور اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں خدا تعالیٰ سے خاص انعام ملے تو اس نظام میں شامل ہو جاؤ اور اس دروازے میں داخل ہو جاؤ۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ ”دنیا کے کام کسی نے نہ تو کبھی پورے کئے ہیں اور نہ ہی کرے گا۔ دنیادار لوگ نہیں سمجھتے کہ ہم کیوں دنیا میں آئے

اور کیوں جائیں گے۔ کون سمجھاوے جب کہ خدائے تعالیٰ نے نہ سمجھایا ہو۔ دنیا کے کام کرنا گناہ نہیں مگر مومن وہ ہے جو درحقیقت دین کو مقدم سمجھے اور جس طرح اس ناچیز اور پلید دنیا کی کامیابیوں کے لئے دن رات سوچتا یہاں تک کہ پلنگ پر لیٹے بھی فکر کرتا ہے اور اس کی ناکامی پر سخت رنج اُٹھاتا ہے ایسا ہی دین کی غمخواری میں بھی مشغول رہے۔ دنیا سے دل لگانا بڑا دھوکہ ہے۔موت کا ذرا اعتبار نہیں‘‘۔

(مکتوبات احمدیہ جلد 2 مکتوب نمبر 14 صفحہ 209 جدید ایڈیشن)

بعض لوگوں کی صرف دنیا کمانے اور نفس کی خواہشات کی طرف توجہ رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجاآوری اور دینی معاملات کی کوئی فکر نہیں ہوتی۔ آپ یہ فرمارہے ہیں کہ انسان یہ بھول جاتا ہے کہ موت کا بھی ایک وقت مقرر ہے۔ اس لئے انجام بالخیر ہونے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی طرف کوئی توجہ نہیں رہتی۔

ایک جگہ آپ نے فرمایا: ’’اور چاہئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہوسکتی۔ اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اُس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں۔ اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجبِ غضبِ الٰہی ہو۔ اُس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اُس کی طرف آجاؤ تو ہراک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذات چھوڑ کر، اپنی عزت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھالو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے۔ اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدمِ صدق نہیں رکھتا۔ دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے۔ اور اُس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں ہیں بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے۔ پس اگر تم دنیا کی ایک ذرّہ بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں۔ اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو۔ تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کرے گا۔ بلکہ تم اس حالت میں زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی دنوں تک تم اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہیں۔ اور تم میں خدا نہیں ہوگا بلکہ تمہیں ہلاک کر کے خدا خوش ہوگا۔ لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہوگے۔ اور اُن دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں۔ اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ قدم آگے بڑھاؤ گے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔ تم بھی ایک انسان ہو جیسا کہ میں انسان ہوں اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔ پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو میں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اُس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔ کینہ وری سے پرہیز کرو۔ اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو۔ نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کیے جاؤ‘‘۔

(روحانی خزائن جلد 20 رسالہ الوصیّت صفحہ 308،307 جدید ایڈیشن)

تو یہ وصیّت کا جب نظام جاری فرمایا تو اُس وقت کا آپ کا یہ ارشاد ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ’’دنیا کی آخرت کے مقابلہ میں اتنی حیثیت ہے جتنی کہ تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈبوئے اور پھر وہ اُسے نکال کر دیکھے کہ اُس پر کتنا پانی لگا ہوا ہے‘‘۔ (ترمذی کتاب الزھد۔ باب ماجاء فی ھوان الدنیا علی اللہ)

تو جب دنیا کی اتنی بھی حیثیت نہیں ہے تو ہمیں کس قدر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جس چیز کے ہم پیچھے پڑے ہوئے ہیں اُس کی تو کوئی حیثیت نہیں اور جو اصل مقصود ہونا چاہئے اُس کی طرف توجہ ہی نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہی ہے جو انجام بخیر کی طرف لے جاتی ہے۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام الوصیّت میں فرماتے ہیں: ’’خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے، ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم، صدق کا قدم ہے‘‘۔

(رسالہ الوصیّت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309 جدید ایڈیشن)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فرمان کے مطابق، آپ کے ارشادات کو سن کر، آپ کی خواہشات کو دیکھ کر جو شخص اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کرتا آپ فرماتے ہیں کہ اس میں نفاق پایا جاتا ہے کہ کہتا کچھ ہے اور کرتا کچھ ہے۔ اور اگر کامل اطاعت گزار اور تمام باتوں کو دل سے تسلیم کرنے والا ہے تو وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف صدق سے قدم اُٹھانے والا ہے اور اس کی رضا کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے والا ہے۔

پھر اسی رسالہ میں آپ نے خدا کے ایسے پسندیدہ اور

کامل الایمان لوگوں کے بارے میں خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر بتایا کہ یہ حقیقت میں بہشتی لوگ ہوں گے۔ جب وصیّت کا نظام شروع کیا اُس وقت 1905ء میں آپ نے یہ رسالہ لکھا تھا اور اس کو لکھنے کی وجہ یہ فرمائی تھی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ میرا وقت قریب ہے اور اب ایک تو نظام خلافت کا سلسلہ شروع ہوگا اور جو میرے بعد میرے کاموں کی تکمیل کرے گا۔ اور دوسرا اس سلسلہ کو چلانے کے لئے ایسے مخلصین جماعت میں پیدا ہوتے رہیں گے جن کا پہلے ذکر آچکا ہے جو روحانیت کے بھی اعلیٰ معیار تک پہنچنے والے ہوں گے اور مالی قربانیوں کو بھی اعلیٰ معیار تک پہنچانے والے ہوں گے۔ اور ایسے مخلصین جو ہوں گے اُن کی انفرادیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بہشتی قرار دیا ہے اور اس وجہ سے اُن کا ایک علیحدہ قبرستان بھی ہوگا جہاں اُن کی تدفین ہوگی۔ اس لئے بہشتی مقبرہ کا قیام عمل میں آیا تھا۔

پس یہ وہ نظام ہے جو اس زمانے میں خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی یقین دہانی کرانے والا نظام ہے۔ یہ وہ نظام ہے جو دین کی خاطر قربانیاں دینے والی جماعت کا نظام ہے۔ اور یہ وہ جماعت ہے جو دنیا میں دکھی انسانیت کی خدمت کرتی ہے۔ پس ہر احمدی ان باتوں کے سننے کے بعد غور کرے اور دیکھے کہ کس قدر فکر سے اور کوشش سے اس نظام میں شامل ہونا چاہئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہماری نیکی کے معیار وہاں تک نہیں پہنچے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس معیار کی شرائط کو پورا کرسکیں۔ تو وہ سن لیں کہ یہ نظام ایک ایسا انقلابی نظام ہے کہ اگر نیک نیتی سے اس میں شامل ہوا جائے اور شامل ہونے کے بعد جیسا کہ آپ نے فرمایا اپنے اندر بہتری کی کوشش بھی کی جائے تو اس نظام کی برکت سے روحانی تبدیلی جو کئی سالوں کی مسافت ہے وہ دنوں میں اور دنوں کی گھنٹوں میں طے ہوجائے گی۔ پس اپنی اصلاح کی خاطر بھی اس نظام میں احمدیوں کو شامل ہونا چاہئے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس نظام میں شامل ہونے والوں کے لئے جو دعائیں ہیں اُن سے حصہ لینا چاہئے۔

آپ 1905ء میں فرماتے ہیں:

”مجھے ایک جگہ دکھلادی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ مَیں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے۔ تب ایک مقام پر اُس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی۔ اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ اُن برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں“۔

(رسالہ الوصیّت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 316 جدید ایڈیشن)

پھر فرماتے ہیں کہ: ”مَیں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنادے۔ اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواب گاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرلیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہوگئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلی اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْن۔

(رسالہ الوصیّت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 316 جدید ایڈیشن)

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقعہ تیرے لئے ہوچکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْن۔

(رسالہ الوصیّت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 316 جدید ایڈیشن)

اور پھر فرمایا کہ: ”میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم! اے خدائے غفور و رحیم! تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں۔ اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کرچکے ہیں۔ جن سے تُو راضی ہے اور جن کو تُو جانتا ہے کہ وہ بکلّی تیری محبت میں کھوئے گئے۔ اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحِ ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْن“۔

(رسالہ الوصیّت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 317 جدید ایڈیشن)

فرمایا: ”اور چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَۃٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اِس قبرستان میں اُتاری گئی ہے۔ اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔ اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگادیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہوسکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے اُن شرائط کے پابند ہوں۔ سو وہ تین شرطیں ہیں اور سب کو بجالانا ہوگا“۔

(رسالہ الوصیّت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 318 جدید ایڈیشن)

”پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے اُن مصارف کے لئے چندہ داخل کرے اور یہ چندہ محض اُنہی لوگوں سے طلب کیا گیا ہے، نہ دوسروں سے...ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا اعلائے کلمہ اسلام اور اشاعتِ توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں“۔

(رسالہ الوصیّت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 318 جدید ایڈیشن)

”دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا کہ جو یہ وصیّت کرے جو اُس کی موت کے بعد دسواں حصہ اُس کے تمام ترکہ کا حسبِ ہدایت اس سلسلہ کے اشاعتِ اسلام اور تبلیغ احکامِ قرآن میں خرچ ہوگا۔ اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیّت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے لیکن اس سے کم نہیں ہوگا“۔

(رسالہ الوصیّت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 319 جدید ایڈیشن)

فرمایا: ”خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دے گا۔ اس لئے امید کی جاتی ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے ایسے مال بھی بہت اکٹھے ہوجائیں گے۔ اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعتِ اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے۔ وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے“۔

(رسالہ الوصیّت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 319 جدید ایڈیشن)

اب زمانہ ایسا آ رہا ہے جب کہ یہ باتیں ظاہر بھی ہونا شروع ہوگئی ہیں اُن باتوں کے علاوہ جو حضرت مسیح

موعود علیہ السلام نے درج کی ہیں۔ پتہ لگتا ہے اور مزید کہاں کہاں خرچ کئے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ آپ نے فرمایا اشاعت اسلام کے ساتھ ساتھ خدمت انسانیت کے لئے بھی یہ خرچ ہو سکتے ہیں۔

پھر فرمایا: ”یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دُور از قیاس باتیں ہیں۔ بلکہ یہ اُس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال جمع کیونکر ہونگے اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے“۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 319 جدید ایڈیشن)

تو آپ سے حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ توقع رکھی ہے کہ ایسی جماعت پیدا ہوگی اور ضرور پیدا ہوگی جو یہ مردانہ کام دکھائے اور اس جوش اور جذبے کے ساتھ نظام میں شامل ہو اور قربانیوں کی مثالیں قائم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنے والی ہوگی۔

پھر فرمایا: ”تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو“۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 320 جدید ایڈیشن)

اور پھر چوتھی شرط ہے جو اصل میں اس کا ضمنی نوٹ ہی ہے کہ:۔

”ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائیداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کرسکتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے“۔ (روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 320 جدید ایڈیشن)

اس نظام کو قائم کئے 2005ء میں انشاء اللہ تعالیٰ ایک سو سال ہو جائیں گے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ 1905ء میں آپ نے اسے جاری فرمایا تھا لیکن جیسا کہ متعدد جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کو خوشخبریاں دے چکے ہیں۔ آپ نے جماعت پر حسن ظن فرمایا ہے کہ ایسے مومنین ملتے رہیں گے اور ضرور ملتے رہیں گے جو اس طرح اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی مالی قربانیاں پیش کرنے والے ہوں گے اور روحانیت میں بھی ترقی کرنے والے ہوں گے۔ لیکن جس رفتار سے جماعت کے افراد کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے تھا، نہیں ہو رہے۔ جس سے مجھے فکر بھی پیدا ہوئی ہے اور میں نے سوچا ہے کہ آپ کے سامنے اعداد و شمار بھی رکھوں تو آپ بھی پریشان ہو جائیں گے۔ وہ اعداد و شمار یہ ہیں کہ آج ننانوے سال پورے ہونے کے بعد بھی تقریباً 1905ء سے لیکر آج تک صرف اڑتیس ہزار کے قریب احمدیوں نے وصیت کی ہے۔ اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ وصیت کے نظام کو قائم ہوئے سو سال ہو جائیں گے۔ میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں۔ آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار نئی وصایا ہو جائیں، تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں کہ جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہوئیں۔ تو ایسے مومن نکلیں کہ کہا جاسکے کہ انہوں نے خدا کے مسیح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کئے۔

پھر بہت سے لوگوں کی طرف سے یہ تجویزیں بھی آئیں ہیں کہ 2008ء میں خلافت کو بھی سو سال پورے ہو جائیں گے اس وقت اور خلافت کی بھی سو سالہ جوبلی منانی چاہئے تو بہر حال وہ تو ایک کمیٹی کام کر رہی ہے۔ وہ کیا کرتے ہیں، رپورٹس دیں گے تو پتہ لگے گا۔ لیکن میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں، جو چندہ دہند ہیں اُن میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں۔ اور روحانیت کو بڑھانے کے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں۔ اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سانذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔ اور اس میں جیسا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ایسے لوگ شامل ہونے چاہئیں جو انجام بالخیر کی فکر کرنے والے اور عبادات بجالانے والے ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اس لئے خدام الاحمدیہ، انصار اللہ صف دوم جو ہے اور لجنہ اماء اللہ کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ کیونکہ ستر پچھتر سال کی عمر میں پہنچ کر جب قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہوں تو اُس وقت وصیت تو بچا کھچا ہی ہے جو پیش کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ احمدی نوجوان بھی اور خواتین بھی اس میں بھرپور کوشش کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ عورتوں کو خاص طور پر مَیں کہہ رہا ہوں کہ اپنے ساتھ اپنے خاوندوں اور بچوں کو بھی اس عظیم انقلابی نظام میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔ دنیاوی لحاظ سے بھی اگر اس نظام کی اہمیت کا اندازہ لگانا ہے تو آج سے ساٹھ سال پہلے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک تقریر فرمائی جلسے کے موقع پر 'نظام نو' کے نام سے چھپی ہوئی کتاب ہے۔ اُس کو پڑھیں تو آپ کو اندازہ ہو کہ آج کل دنیا کے اِزموں اور مختلف نظاموں کے جو نعرے لگائے جا رہے ہیں وہ سب کھوکھلے ہیں۔ اور اگر اس زمانے میں کوئی انقلابی نظام ہے جو دنیا کی تسکین کا باعث بن سکتا ہے، جو روح کی تسکین کا باعث بن سکتا ہے، جو انسانیت کی خدمت کرنے کا دعویٰ حقیقت میں کرسکتا ہے تو وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پیش کردہ نظام وصیت ہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نظام کی قدر نہ کرنے والوں کو انذار بھی بہت فرمایا ہے، ڈرایا بھی بہت ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ:۔ ”بلاشبہ اُس نے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے۔ اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلاتوقف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصہ کل جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اُس سے زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الٓمّٓ۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ يُّتۡرَكُوۡۤا اَنۡ يَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَهُمۡ لَا يُفۡتَنُوۡنَ (العنکبوت:2-3) کیا لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ میں اسی قدر پر راضی ہو جاؤں کہ وہ کہہ دیں کہ ہم ایمان لائے اور ابھی اُن کا امتحان نہ کیا جائے؟ اور یہ امتحان تو کچھ بھی چیز نہیں۔ صحابہؓ کا امتحان جانوں کے مطالبہ پر کیا گیا اور انہوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں دے دئے۔ پھر ایسا گمان کہ کیوں یونہی عام اجازت ہر ایک

کو نہ دی جائے کہ وہ اس قبرستان میں دفن کیا جائے کس قدر دُور از حقیقت ہے اگر یہی روا ہو تو خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں امتحان کی کیوں بنیاد ڈالی؟ وہ ہر ایک زمانہ میں چاہتا رہا ہے کہ خبیث اور طیّب میں فرق کر کے دکھلاوے اس لئے اب بھی اُس نے ایسا ہی کیا"۔

(رسالہ الوصیّت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 327، جدید ایڈیشن)

فرمایا: "یہ بھی یاد رہے کہ بلاؤں کے دن نزدیک ہیں اور ایک سخت زلزلہ جو زمین کو تہ و بالا کر دے گا قریب ہے۔ پس وہ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدُّنیا ہونا ثابت کر دیں گے اور نیز یہ بھی ثابت کر دیں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں اور اُس کے دفتر میں سابقین اوّلین لکھے جائیں گے۔ اور مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اِس حکم کو ٹال دیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش مَیں تمام جائیداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا۔ یاد رکھو! کہ اس عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان بے سُود ہو گا اور صدقہ خیرات محض عبث۔ دیکھو! مَیں بہت قریب عذاب کی تمہیں خبر دیتا ہوں۔ اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو کہ کام آوے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کر لوں۔ بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالے اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے۔ بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کیے جائیں گے۔ تب آخری وقت میں کہیں گے هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ"۔

(رسالہ الوصیّت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 328، جدید ایڈیشن)

پس غور کریں فکر کریں۔ جو سستیاں، کوتاہیاں ہو چکی ہیں اُن پر استغفار کرتے ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلد از جلد اس نظامِ وصیّت میں شامل ہو جائیں۔ اور اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنی نسلوں کو بھی بچائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بھی حصہ پائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطاب فرمودہ یکم اگست 2004ء جلسہ سالانہ برطانیہ)

وصیّت کرو، وصیّت کرو

وصیّت ہے امر خدائے جلیل وصیّت ہے جنت کی واحد سبیل
وصیّت ہے پاکیزگی کی دَلیل اُٹھو اُٹھ کے حاصل یہ نعمت کرو

وصیّت کرو، وصیّت کرو

وصیّت ہے تقویٰ کی روحِ رَواں زمیں کو بنا دیتی ہے آسماں
یہ ہے مسلک و مشربِ راستاں شمولیت اس میں بہ سرعت کرو

وصیّت کرو، وصیّت کرو

وصیّت تو جنت کی دہلیز ہے مسیح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تجویز ہے
یہ وحیِ خفی سب کی سب نیز ہے خدا و نبی کی اطاعت کرو

وصیّت کرو، وصیّت کرو

وصیّت ہے خُلدِ بریں کی سند بناتی ہے ایمان کو مستند
نہ غفلت ازیں مومنے میکند حصولِ سعادت بہ ہمت کرو

وصیّت کرو، وصیّت کرو

وصیّت ہے ترکہ کا آمد کا عشر پئے دین اسلام و حق دنیا عشر
جو سوچو تو کچھ بھی نہیں ہوتا عشر سبھی مل کے اکمل اشاعت کرو

وصیّت کرو، وصیّت کرو

جو تحریک جدید فرمائی ہے وصیّت کی تائید فرمائی ہے
یہ اِسلام کی عید فرمائی ہے اسے جلد لانے میں سبقت کرو

وصیّت کرو، وصیّت کرو

حضرت قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحب رضی اللہ عنہ

▶ مزار مبارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مزار مبارک حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ ◀

مجلس کارپرداز مصالح قبرستان

ایک تعارف

مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب۔ سیکرٹری مجلس کارپرداز، ربوہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جماعت کے قیام اور اس کے مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس غرض سے یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ مسلمان اپنا نمونہ دکھاویں۔ یہی وجہ ہے کہ جو میں نے پسند کیا ہے کہ ایسے لوگ جو اشاعتِ اسلام کا جوش دل میں رکھتے ہیں اور جو اپنے صدق اور اخلاص کا نمونہ دکھا کر فوت ہوں اور اس مقبرہ میں دفن ہوں اُن کی قبروں پر ایک کتبہ لگا دیا جاوے جس میں اس کے مختصر سوانح ہوں اور اس اخلاص و وفا کا بھی کچھ ذکر ہو جو اس نے اپنی زندگی میں دکھایا تا جو لوگ اس قبرستان میں آویں اور ان کتبوں کو پڑھیں اُن پر ایک اثر ہو اور مخالف قوموں پر بھی ایسے صادقوں اور راستبازوں کے نمونے دیکھ کر ایک خاص اثر پیدا ہو۔" (ملفوظات جلد 4 صفحہ 618-617)

نیز فرماتے ہیں:

"میں چاہتا ہوں کہ جماعت کے لئے ایک زمین تلاش کی جاوے جو قبرستان ہو۔ یادگار ہو اور عبرت کا مقام ہو۔..... عجیب موثر نظارہ ہو گا جو زندگی میں ایک جماعت تھے مرنے کے بعد بھی ایک جماعت ہی نظر آئے گی۔ یہ بہت ہی خوب ہے۔ جو پسند کریں وہ پہلے سے بندوبست کر سکتے ہیں کہ یہاں دفن ہوں۔" (ملفوظات جلد 4 صفحہ 586)

چنانچہ بہشتی مقبرہ اور وصایا سے متعلق ہر قسم کے مذکورہ بالا انتظام و انصرام اور آمد کی حفاظت کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظام وصیّت کے اجراء کے ساتھ ہی ایک کمیٹی مقرر فرمائی جس کا نام "انجمن کارپرداز مصالح بہشتی مقبرہ" تجویز فرمایا۔ اِس کی مجلس معتمدین کے کل چودہ ارکان تھے جس کا صدر حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ اس کا اجلاس اوّل حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قواعد کی منظوری کے بعد مؤرخہ 29/ جنوری 1906ء کو منعقد ہوا۔ (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 441، 442 مطبوعہ 2007ء) اس تاریخی اجلاس میں وصیّت سے متعلق بہت سے معاملات طے کئے گئے جن میں سے بعض اہم امور حسبِ ذیل ہیں:

(1) مسودہ وصیّت مجوزہ.......... منظور کیا جائے۔

(2) وصیّت کے مسودہ کی سردست آٹھ سَو کاپیاں چھپوائی جائیں اور نیز الحکم اور بدر میں بھی چھپوایا جائے۔

(3) وصیّت کنندگان کو ذیل کی ہدایات برائے تعمیل بھیجی جائیں اور یہ ہدایات وصیّت کی فارم کے نیچے چھپوائی جاویں۔

الف۔ اگر ضرورت ہو تو وصیّت کنندگان وصیّت کا مسودہ......طلب کریں اور اس کی نقل سادہ کاغذ پر از سرنو کریں اور جہاں جہاں جگہ چھوڑی گئی ہے وہاں حسب حالات خود خانہ پُری کرلیں۔ وصیّت کے لئے کاغذ مضبوط لگاویں۔

ب۔ جہاں تک ممکن ہو وصیّت کی رجسٹری کرائی جائے اور وصیت نامہ پر حتی الوسع بطور گواہ ورثاء یا شرکائے وصیّت کنندہ کے دستخط ہوں۔ اور ساتھ ہی شہر یا گاؤں کے دو معزز گواہ ہوں۔

ج۔ وصیّت کنندہ اور ایسا ہی گواہان خواہ خواندہ ہوں یا ناخواندہ اپنے دستخط یا مواہیر کے علاوہ نشان انگوٹھا ضرور لگاویں۔ اور جو خواندہ ہیں وہ دستخط بھی کریں۔ اور مرد بائیں ہاتھ کا اور عورت دائیں ہاتھ کا انگوٹھا لگاوے۔

د۔ اگر وصیّت کنندہ لکھ سکتا ہے تو اپنی وصیت اپنے ہاتھ سے لکھے۔

ھ۔ وصیّت پر اسٹامپ کی ضرورت نہیں۔

و۔ وصیّت کنندہ کے اگر کوئی خاص حالات ہوں اور اس میں کسی قانونی مشورہ کی ضرورت ہو تو وہ......جو انجمن کے مشیر قانونی ہیں خط لکھ کر دریافت کرلیں۔

(4)۔ پنجاب میں جو مالکان اراضی ہیں اور اُن کی راہ میں وصیّت کرنے میں کوئی دقتیں ہیں تو اُن کے لئے مناسب ہے کہ وہ جس قدر جائیداد کی وصیّت کرنا چاہتے ہیں اسے بجائے وصیّت کے اپنی زندگی میں ہبہ کردیں۔ اور ہبہ نامہ پر اپنے ورثائے بازگشت کے (اگر کوئی ہوں) دستخط کرائیں جن سے ایسے ورثاء کی رضامندی پائی جائے اور ہبہ نامہ کی رجسٹری ضروری ہے اور جائیداد موہوبہ کا داخل خارج مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام کرائیں لیکن ایسی صورت میں انہیں نئی پیدا کردہ جائیداد کے متعلق ایسا وقتاً فوقتاً کرنا ہوگا۔

(5)۔ اگر ہبہ مذکورہ رزولیوشن نمبر 4 میں بھی دقت ہو تو جس قدر جائیداد کی وصیّت یا ہبہ کرنا چاہتے ہیں اس کی قیمت بازاری مقرر کرکے یا اس کو فروخت کرکے قیمت مقرر کردہ یا زرِ ثمن کو مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے حوالے کریں۔ لیکن ایسی صورت میں جب وہ نئی جائیداد پیدا کریں تو اس کے متعلق بھی انہیں وقتاً فوقتاً ایسا ہی کرنا ہوگا۔

(6) جو احباب کوئی جائیداد نہیں رکھتے مگر آمدنی کی کوئی سبیل رکھتے ہیں وہ اپنی آمدنی کا کم از کم 1/10 حصہ ماہوار انجمن کے سپرد کریں......اور خط و کتابت اس مجلس کے سیکرٹری سے کریں۔ لیکن ان کو وصیّت کرنی ہوگی کہ اُن کے مرنے کے بعد اُن کے متروکہ کی کم از کم 1/10 حصہ کی مالک انجمن ہو۔

عہد خلافت ثانیہ کے دوران 1925ء میں جب صدر انجمن احمدیہ کے تفصیلی قواعد و ضوابط مرتب ہوئے اور نظارتوں کا قیام ہوا تو بہشتی مقبرہ کی نظارت بھی قائم کی گئی۔ (تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 217) اسی نظارت کے تحت مجلس کارپرداز مصالح قبرستان بھی ایک صیغہ کے طور پر متعارف ہوئی۔ جس کا دائرہ عمل نظام وصیّت اور بہشتی مقبرہ قرار پایا۔

عہدِ خلافت رابعہ کی پہلی مجلس مشاورت 1983ء میں وصیّت کے بارہ میں بعض تجاویز پیش ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے قواعد وصیّت پر نظر ثانی کرنے کے لئے پندرہ رکنی ایک کمیٹی مقرر فرمائی جس نے قریباً دو سال کی محنت شاقہ کے بعد قواعد کا مسودہ تیار کیا جسے حضورؒ کی منظوری کے بعد کتابی شکل میں بھی شائع کیا گیا۔ ان قواعد میں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے فرائض اور ذمہ داریاں تفصیل سے بیان کی گئیں۔ جن کے مطابق اس مجلس کے کم از کم پانچ ممبران ہوں گے جن میں سے کم سے کم ہمیشہ ایسے دو ممبر رہنے چاہئیں جو علم قرآن اور حدیث سے بخوبی واقف ہوں اور تحصیل علم عربی رکھتے ہوں اور سلسلہ کی کتابوں کو یاد رکھتے ہوں۔ اس مجلس کا صدر، صدر انجمن احمدیہ کا وہ ممبر ہوتا ہے جسے حضرت خلیفۃ المسیح مقرر فرمائیں، اسی طرح اس کا سیکرٹری بھی حضور مقرر فرماتے ہیں جو دفتری اور انتظامی امور کی نگرانی کرتا ہے۔ مجلس کارپرداز کا اجلاس باقاعدگی سے ہوتا ہے جس میں تمام نئے موصیان کی فائلیں پیش ہوتی ہیں اور ان کا جائزہ لینے کے بعد وصایا کی منظوری دی جاتی ہے بعدہ ان وصایا کو محفوظ رکھنے کا انتظام کرتی اور موصیان کو سرٹیفیکیٹ جاری کرتی ہے۔ بہشتی مقبرہ کا ہر قسم کا انتظام بھی اسی مجلس کے ذمہ ہے۔ اسی طرح یہ مجلس وصایا کی تحریک کرنے کے ساتھ ساتھ قواعد وصیّت پر عمل درآمد کرنے اور کرانے کی ذمہ دار بھی ہے۔ (تلخیص از رسالہ قواعد وصیّت)

مجلس کارپرداز کے قیام پاکستان سے اب تک صدران اور سیکرٹریان کرام مندرجہ ذیل رہے ہیں:

صدران مجلس کارپرداز	عرصہ خدمت
مکرم خان صاحب منشی برکت علی صاحبؓ	1946 تا 1948
مکرم عبدالباری صاحب	1948 تا 1954
مکرم مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ	1954 تا 1966
مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری	1966 تا 1976
مکرم صوفی بشارت الرحمان صاحب	1976 تا 1982
مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب	1982 تا 1983
مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب	1983 تا 1997
حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز	1997 تا 2003
مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب	2003 تا 2004
مکرم ملک خالد مسعود صاحب	2004 تا 2011
مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب	2011 تا 2018
مکرم سیّد خالد احمد شاہ صاحب	2018 تا حال

سیکرٹریان مجلس کارپرداز	عرصہ خدمت
حضرت سیّد محمد سرور شاہ صاحبؓ	1946 تا 1947
حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹؓ	1947 تا 1948
مکرم عبدالعزیز صاحب	1948 تا 1956
مکرم قاضی عبدالرحمان صاحب	1956 تا 1969
مکرم سیّد مسعود مبارک شاہ صاحب	1969 تا 1980
مکرم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب	1980 تا 1982
مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب	1982 تا 1983
مکرم محمد بشیر شاد صاحب	1983 تا 1987
مکرم صاحبزادہ مرزا عبدالصمد احمد صاحب	1987 تا 2011
مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب	2011 تا حال

نظامِ وصیّت۔ ایک زندگی بخش نسخہ

موصی کو شدید بیماری سے صحت بھی ہوئی اور لمبی زندگی بھی ملی!

مکرم عطاء المجیب راشد صاحب۔ امام مسجد فضل لندن

انسان بیمار ہو جائے تو بیماری سے نجات کے لئے کیا کچھ نہیں کرتا۔ دربدر بھاگتا پھرتا ہے۔ ڈاکٹروں کے پیچھے دوڑتا ہے۔ ہر ممکن علاج معالجہ کرتا ہے۔ خود بھی دعا کرتا ہے اور بزرگوں سے بھی دعا کی درخواستیں کرتا ہے۔ صدقہ خیرات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو کھینچنے کی بھی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ یہ سب کچھ کرتا ہے کہ بس کسی طرح بیماری سے نجات نصیب ہو جائے۔ اس لئے کہ ہر انسان کو صحت اچھی لگتی ہے اور یہ ڈر بھی ہوتا ہے کہ کہیں بیماری بڑھتے بڑھتے اس کو موت کی وادی میں نہ دھکیل دے۔

موت ہے تو ایک یقینی بات، جو آجائے تو کبھی ٹل نہیں سکتی۔ یہ ایسا دروازہ ہے جس سے گزرنا ہر ذی روح کے لئے نوشتہ تقدیر ہے۔ کسی کے لئے کوئی جائے مفر نہیں۔ لیکن ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ کسی طرح وہ اس حتمی تقدیر اور دنیا سے رخصت ہونے کے وقت کو ممکن حد تک موخر کرتا رہے لیکن تا بکے۔ جب اجل مسمّٰی آجاتی ہے تو ہر انسان اپنے خالق و مالک کے حضور دست بستہ حاضر ہو جاتا ہے۔ یہ ہر انسان کا مقدر ہے جس کو ٹالا نہیں جا سکتا۔

بیماری اور موت کا یہ سلسلہ ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گا لیکن یہ حقیقت بھی کبھی فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ صحت اور زندگی سب خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جو خالق بھی ہے اور قادر مطلق بھی۔ وہ مجیب الدعوات بھی ہے اور رحیم و کریم بھی۔ اس کی رحمت و شفقت کل عالم پر محیط ہے۔ وہ اپنے نیک بندوں کی دعائیں سنتا اور ان کو قبولیت دعا کے شیریں پھلوں سے نوازتا ہے۔ اس کی ذات بہت نکتہ نواز ہے۔ دلوں میں چھپی ہوئی نیکیوں بلکہ نیک ارادوں کو بھی خوب جاننے والا اور دنیا کی نظروں سے پوشیدہ دلی جذبات اور تمناؤں سے خوب واقف ہستی ہے۔ جب ایک بندہ عاجزی اور خاکساری کا لباس پہن کر، ہاتھ پھیلا کر اس کے آستانہ پر گر پڑتا ہے تو وہ غفور الرحیم ہستی اس ذرہ ناچیز کو اپنے دستِ قدرت میں لے کر وہ عجائب کام دکھاتی ہے جو دنیا کی نظر میں بعید از قیاس اور ناممکن ہوتے ہیں۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 1905ء میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے قربِ الٰہی پانے کے ایک نئے روحانی نظام کی بنیاد ڈالی جس کو نظامِ وصیّت کہا جاتا ہے۔ یہ مومن اور منافق میں امتیاز کرنے والا نشان بھی ہے اور جو اس نظام میں صدقِ دل سے شامل ہوتے ہیں اور شرائط کی پوری پوری پابندی کرتے ہیں ان کو حقیقی معنوں میں متّقی بنانے کا یقینی ذریعہ بھی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ خاص طور پر نظرِ شفقت کرتا ہے اور انہیں دنیا و آخرت کی نعمتوں سے نوازتا چلا جاتا ہے۔ ان کی دعائیں سنتا اور ان کی دلی مرادیں انہیں عطا کرتا ہے کہ یہ وہ خوش قسمت لوگ ہیں جنہوں نے دنیاوی خواہشات کو پس پشت ڈال کر مرضی مولیٰ کو ہر چیز پر مقدم کر لیا ہوتا ہے۔ بیماری اور موت کے حوالہ سے بھی وہ اللہ تعالیٰ کے محبت بھرے سلوک کا فیض پاتے ہیں۔

صدقِ دل سے نظامِ وصیّت میں شامل ہونے والے موصی احباب و خواتین کو جو برکات اس دنیا میں ملتی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آخرت کی ابدی زندگی میں مقدر کر رکھی ہیں ان کا کوئی شمار نہیں۔ اس سلسلہ میں ایک ایمان افروز مثال قارئین کرام کی خدمت میں رکھتا ہوں۔ یہ مثال ہے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ایک مخلص اور وفا شعار صحابی حضرت حافظ محمد امین صاحب رضی اللہ عنہ مہاجر کی جو 1861ء میں پیدا ہوئے اور 1891ء میں بیعت کرنے کا شرف پایا۔ آپ کے ایمان افروز حالات زندگی آپ کے بیٹے مکرم قریشی عطاء الرحمٰن صاحب سیکرٹری بہشتی مقبرہ و آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان نے مرتب کر کے 1953ء میں "حیاتِ امین" کے نام سے ایک مختصر کتاب میں شائع کئے ہیں۔ محترم حافظ محمد امین صاحبؓ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نظامِ وصیّت میں شامل ہوئے اور اس بابرکت نظام کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو غیر معمولی حالات میں مرض الموت سے شفاء عطا فرمائی اور بعد ازاں قریباً پندرہ سال مزید زندگی سے بھی نوازا۔ بالآخر ان کی وفات 14/ جنوری 1950ء کو ہوئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین نصیب ہوئی۔ اس ایمان افروز واقعہ کی تفصیل مکرم قریشی عطاء الرحمٰن صاحب کے الفاظ میں پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"حضرت والد صاحب رضی اللہ عنہ نے رسالہ الوصیّت کی شرط دوم کے مطابق 15/ اپریل 1915ء کو وصیّت کی تھی جس کا نمبر 921 تھا۔ مگر کسی خاص کمی کی وجہ سے دفتر والوں نے آپ کی وصیّت کا فارم درست کرنے کیلئے واپس کر دیا اور آپ نے غلطی سے ان کاغذات کو وصیّت کی منظوری کی اطلاع سمجھتے ہوئے اپنے صندوق میں محفوظ کر کے رکھ لیا۔ ماہ ستمبر 1935ء میں جب آپؓ درد گردہ کی وجہ سے سخت بیمار ہو گئے اور بظاہر زیست کی اُمید نہ رہی تو آپ نے مجھے

فرمایا کہ میرا آخری وقت معلوم ہوتا ہے اس لئے میں بتانا چاہتا ہوں کہ مَیں نے وصیّت کی ہوئی ہے اور وصیّت کے کاغذات میرے صندوق میں رکھے ہوئے ہیں۔ میری خرید کردہ زمین کے وصیّت کردہ حصہ کی قیمت دفتر والوں کو ادا کر دینا۔

میں نے جب وصیّت کے کاغذات نکال کر دیکھا تو علم ہوا کہ دفتر مقبرہ بہشتی کی طرف سے وصیّت کے کاغذات درستی کے لئے آپ کو واپس دیئے گئے تھے نہ کہ وصیّت کی منظوری کی اطلاع تھی۔ جب مَیں نے آپؓ پر اس معاملہ کی وضاحت کی تو آپ نے بہت افسوس اور رنج کا اظہار فرمایا کہ میں لاعلمی میں رہا۔ چنانچہ آپؓ نے فرمایا کہ حضرت مفتی محمدؐ صادق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کریں کہ اب کیا ہوسکتا ہے۔

میں نے حضرت مفتی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سے اس کے متعلق سب حالات بیان کئے تو آپ نے بھی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مولوی سیّد محمدؐ سَرور شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیکرٹری مقبرہ بہشتی سے اس بارہ میں دریافت کر کے مناسب کارروائی کی جائے۔ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پہلی وصیّت تو منظور نہیں ہوئی۔ اور موجودہ حالت میں نئی وصیّت کرنا بھی درست نہیں کیونکہ بیماری کی حالت کی وصیّت قبول نہیں ہوتی۔ ہاں حافظ صاحب کو چاہئے کہ صحت یاب ہو کر جلد دوبارہ وصیّت کر دیں۔ چنانچہ مَیں نے حضرت والد صاحبؓ کی خدمت میں عرض کیا تو آپؓ نے فرمایا اچھا اب جو تقدیر میں ہے وہی ہوگا اور متواتر دعا مانگی کہ خدایا مجھے ایک دفعہ بیماری سے صحت عطا فرماتا کہ میں پھر وصیّت کرسکوں۔ کیونکہ جیسا کہ تو جانتا ہے میں غلط فہمی میں رہا۔

چنانچہ آپ خدا کے فضل وکرم سے چند دنوں کے بعد تندرست ہوگئے اور ماہ اکتوبر 1935ء میں اپنی آمد اور جائیداد دونوں کی دوبارہ وصیّت کر دی جو فروری 1936ء میں منظور ہوگئی اور اپنی آمد کا حصہ وصیّت برابر ادا کرتے رہے۔ اور اپریل 1941ء میں اپنی جائیداد یعنی خرید کردہ زمین کا وصیّت کردہ حصہ بھی ادا کر کے اپنے اس فرض سے اپنی زندگی ہی میں سبکدوش ہوگئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک“۔

(حیاتِ امین مرتبہ قریشی عطاء الرحمٰن صاحب، سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان۔ مطبوعہ 1953 صفحہ 49-51)

جرمنی میں مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے

اوّلین موصیان کرام

احباب

قومیت	تاریخ وصیّت	جماعت/حلقہ	نام	وصیّت نمبر
جرمن	1971	Zeilsheim	Hadayatullah Hübsch	21763
جرمن	1977	Nasir Bagh	Abdullah Wagishauser	23956
عرب	06-1-2001	Usingen	Iyad Kamal Odeh	32748
عرب	05-09-2007	Berlin	Abdul Rehman Chafei	61894
البانین	01-04-2004	Stuttgart	Mustafa Ljaic	37240
کوسوو	22-10-2005	Kosovo	Muhamet PEC	55137
کوسوو	22-10-2005	Kosovo	Musa Prustemi	55138
ٹرک	10-06-2006	Wittlich	Kasim Dalkilic	61263
ٹرک	03-02-2007	Berlin	Okan Guevendi	66369

خواتین

قومیت	تاریخ وصیّت	جماعت/حلقہ	نام	وصیّت نمبر
جرمن	22-05-1994	Olpe	Ruth Ghazala Anees	29377
بوزنین	06-03-2007	Berlin	Bedjije Abdula	68599
ٹرک	03-02-2009	Lüdenscheid	Necile Varli	94112

مرسلہ: شعبہ وصایا جرمنی

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جماعت احمدیہ کے احباب وخواتین نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی وصیّت کی تحریکِ نو پر والہانہ لبیک کہہ کر ایک شاندار اور تاریخی نمونہ پیش کیا ہے۔ جو احباب اور خواتین ابھی تک اس بابرکت تحریک میں شامل نہیں ہو سکے اور ابھی تک سوچ بچار میں پڑے ہوئے ہیں، خدا کرے کہ یہ ایمان افروز واقعہ ان کے لئے مہمیز کا کام دے اور اللہ تعالیٰ ان کو بلا تاخیر نظامِ وصیّت میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وصیّت ہے اک آسمانی نظام
یہ جنّت کے پانے کا ہے انتظام
چلے آؤ اس کی طرف دوستو!
ندا دے رہا ہے امامِ ہمام
وصیّت کرو، تم وصیّت کرو
ہر اک کو یہی اب نصیحت کرو

مجلس انصار اللہ آسٹریلیا کے وفد کی جرمنی آمد

گذشتہ دنوں مجلس انصار اللہ آسٹریلیا کا 12 رُکنی نمائندہ وفد حضرت امیرالمومنین سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے بعد ہالینڈ، جرمنی اور سوئٹزرلینڈ کا مختصر دورہ کیا۔ فرانکفرٹ میں قیام کے دوران مجلس انصار اللہ جرمنی نے 24 نومبر 2019ء کو ان کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دیا۔ جس میں اراکین مجلس عاملہ اور بعض مہمانوں نے شرکت کی۔ صدر مجلس انصار اللہ جرمنی نے بعض اہم پروگراموں اور کارکردگی سے آگاہ کیا اور صدر مجلس انصار اللہ آسٹریلیا مکرم فیروز علی صاحب نے مجلس انصار اللہ آسٹریلیا سے متعارف کروایا۔ اس موقع پر مجلس کے لئے یادگاری شیلڈ بطور تحفہ پیش کی گئی۔ اگلے روز وفد کو جرمنی کی سیر کروائی گئی اور مسجد محمود زیورک کی زیارت کروائی گئی۔ علاوہ ازیں وفد جرمنی کی بعض مساجد اور جامعہ احمدیہ جرمنی بھی گیا۔ (مراسلہ: عرفان احمد خان)

نظام وصیّت کے پہلے موصی

حضرت بابا محمد حسن صاحب اوجلوی رضی اللہ عنہ

موضع اوجلہ ضلع گورداسپور کے رہنے والے حضرت بابا محمد حسن صاحب رضی اللہ عنہ ان چھ خاص مخلصین میں سے تھے جنہیں اوائل میں ہی امام زمانہ علیہ السلام کو شناخت کرکے بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ پھر ان کی زندگی کا ہر نیا دن انہیں خداتعالیٰ سے قریب تر کرتا گیا۔حضرت بابا موصوف رضی اللہ عنہ متعدد پہلوؤں سے امتیازی حیثیت کے حامل بزرگ ہیں جنہوں نے اپنا عہدِ بیعت آخر دم تک نہایت اخلاص اور استقلال سے نبھایا۔آپ نے اپنے اکلوتے بیٹے حضرت مولوی رحمت علی صاحب کو خدمتِ دین کے لئے وقف کیا۔جنہوں نے 25 سال کا طویل عرصہ جاوا سماٹرا میں تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کرتے ہوئے گزارا اور اسی دوران 1950ء میں آپ کے والد ماجد حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہ وفات بھی پاگئے۔حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات پر تحریر فرمایا:

بابا حسن محمد صاحب رضی اللہ عنہ نے قریباً اپنی ساری عمر وعظ و نصیحت اور قرآن شریف پڑھنے پڑھانے میں گزاری اور ان کے وعظ کا طریق بھی ایسا دلکش ہوتا تھا کہ سننے والے دیہاتی لوگ اس سے بہت محظوظ ہوتے اور فائدہ اٹھاتے تھے اور میرے خیال میں ان سے غالباً سینکڑوں عورتوں نے قرآن شریف پڑھا اور دینی مسائل سیکھے ہوں گے حتیٰ کہ جب وہ آخری ایام میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ (رضی اللہ عنہ) کے حکم سے چنیوٹ میں مقیم ہوئے تو کئی غیر احمدی عورتیں بھی ان کے درس میں شامل ہوتی تھیں اور میں نے سنا ہے کہ وہ ان کی وفات پر اس طرح روتی تھیں جس طرح ایک نیک اور شفیق باپ کی موت پر سعادت مند بچے روتے ہیں۔

(الفضل 25/جولائی 1950ء)

آپ کا سب سے بڑا امتیاز یہ تھا کہ نظام وصیّت میں شامل ہونے والے پہلے موصی تھے۔آپ اپنے نظام وصیّت میں شمولیت کا واقعہ تحریر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

’’میں دفتر ریویو آف ریلیجنز اردو میں دفتر کا ہی کام کرتا تھا۔ ایک روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آدھی رات سے مضمون لکھنا شروع کیا اور پریس میں کاپی نویسوں کو حکم دیا کہ باقی سب کاموں کو چھوڑ دو اور اس مضمون کو لکھو تا کہ یہ مضمون آج ہی چھپ جائے۔ یہ کتاب الوصیّت تھی۔ چنانچہ یہ کتاب چھپنا شروع ہوگئی اور میں نے اللہ دتہ مددگار کارکن کو ساتھ لیا اور جلدی جلدی فرمے بنانا شروع کردیئے۔ میر مہدی حسن صاحب میرے پاس آئے اور کہا کہ جس طرح ہوسکے مجھے ایک نسخہ آج ہی تیار کردو۔ یہ کونسی کتاب ہے جو چھپوائی جارہی ہے۔ میں نے میر مہدی حسن صاحب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ پہلے شائع کرنا منع ہے مگر انہوں نے کہا میں صبح ہی آپ کو لادوں گا شائع نہیں کی جائے۔ پھر میں نے دو نسخے کتاب کے تیار کیے۔ ایک نسخہ میں رات کو خود لے گیا اور ایک میر مہدی محمد حسن صاحب رضی اللہ عنہ کو دیا۔ میر صاحب کا مجھے علم نہیں انہوں نے کیا کیا۔ مگر میں نے رات کو ایک دفعہ الوصیّت پڑھی۔ پھر اکیلا بیٹھ کر لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ کی آیت مدّنظر رکھ کر میں نے سوچا محمد حسن تم زمیندار کو نہری زمین پسند ہوتی ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی نہری زمین وقف کرنے کا ارادہ کرلیا۔ پھر میرے دل میں آیا کہ قادیان میں تجھے کیا چیز پیاری ہے۔ اس وقت قادیان میں مکان نہیں ملتے تھے مگر میں نے مکان خرید لیا ہوا تھا۔ پس میں نے مکان کو بھی دین کے لئے وقف کرنے کا ارادہ کرلیا۔ میں اپنی زندگی پہلے ہی دین کے لئے وقف کر چکا تھا۔ میں نے سوچا اب تمہارے پاس کیا رہا۔ اس خیال سے میرا دل نہایت خوش ہوا کہ میرا سب مال خدا کا مال ہوگیا اور میں نے اپنے پاس کچھ نہیں رکھا۔ صبح ہوتے ہی میں نے ایک دوست حافظ عبدالرحیم صاحب کو بلایا کہ یہ وصیّت میری طرف سے لکھ دو۔ اس نے کہا کہ محمد حسن

عکس لوحِ مزار حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہ بہشتی مقبرہ ربوہ

ابھی تو بالکل بھی حکم وغیرہ نہیں ہوا تم یہ کیا کام کرتے ہو میں نے کہا کہ میں تم سے مشورہ نہیں چاہتا۔ میں نے تم کو ثواب کی خاطر لکھنے کے لئے کہا ہے۔ ورنہ لکھنا مجھے بھی آتا ہے۔ پھر اس نے میری وصیّت لکھ دی کہ میری زمین، میرا مکان اور میری زندگی خدا کے لئے وقف ہے۔ یہ وصیّت میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھیج دی۔ اس وقت میں پہلی شرط وصیّت سمجھ نہیں سکا۔ مگر میرا یہ طریق تھا کہ جب کبھی کوئی عریضہ حضرت اقدس کی خدمت میں روانہ کرتا تو اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ رقم بھیج دیتا۔ اس روز بھی اس وصیّت کے ساتھ ایک روپیہ حضرت اقدس کی خدمت میں بھیجا۔ سنا گیا کہ جس وقت حضرت اقدس کی خدمت میں میری وصیّت پہنچی اس وقت دفتر کے منشی کو حضور علیہ السلام نے بلایا اور فرمایا جلدی نیا رجسٹر لاؤ۔ وہ فوراً نیا رجسٹر لے گیا پھر حضرت اقدس نے میرا نام اس رجسٹر میں سب سے اوّل نمبر پر درج فرمایا۔ اور وہ روپیہ جو میں نے وصیّت کے ساتھ بھیجا تھا پہلی شرط میں داخل کر دیا اس طرح سب سے اوّل موصی میں ہوا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس روز جلسہ کرکے میری وصیّت کے الفاظ اشاروں سے بتادیئے اور فرمایا کہ جو شخص کسی نیک کام کو پہلے کرتا ہے وہ سب سے درجے لے جاتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ لوگوں نے وصیّتیں کرنا شروع کیں‘‘۔ (ماہنامہ انصار اللہ جون 2005ء)

(مرسلہ: اشتیاق احمد۔ معاون شعبہ وصایا جرمنی)

تعارفِ کتب

نوید حمید

رسالہ الوصیّت

اس کتاب کا جرمن ترجمہ کرنے کی سعادت مکرمہ ڈاکٹر ساجدہ شاہد صاحبہ حال سویڈن کو ملی۔جس پر نظر ثانی کے بعد پہلی مرتبہ اس کی اشاعت اکتوبر 2002ء میں ہوئی۔ اس ترجمہ سے نو مبائعین اور جرمن جاننے والے احباب جماعت کو بھرپور استفادہ کرنا چاہیے۔

الوصیّت مختصر سا رسالہ ہے لیکن اس تصنیف کے حجم سے اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔صرف چالیس صفحات پر مشتمل ہونے کے باوجود اس کتاب میں ایمانیات، صفاتِ باری تعالیٰ، نیز جماعت کی تربیت وترقیات نیز قیادت ورہنمائی کے لئے دو نظاموں کا تفصیلی بیان موجود ہے۔

کتاب کے آغاز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے کہ میرا زمانہ وفات قریب ہے۔ یہ بات جماعت کے لیے فطری طور پر افسردگی و پژمردگی کا باعث تھی۔لیکن جلد ہی اپنی جماعت کو تسلی دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ (خدا تعالیٰ) دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔.....تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔

اس تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ دوسری قدرت کا آنا جماعت کے لیے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے اور اس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔

ان الفاظ کے ذریعہ حضور علیہ السلام نے جماعت کو نہ صرف نظامِ خلافت کی خوشخبری دی بلکہ یہ بھی بتا دیا کہ یہ ایک دائمی نظام ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی حضور علیہ السلام نے جماعت کو خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم رکھنے اور مستقل نیک اعمال بجالانے کی ہدایت فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں: ”اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے خدا راضی ہو اس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو“۔ اس کے بعد جماعت کو یہ بشارت دیتے ہیں کہ خدا جماعت کو ضائع نہیں کرے گا۔ خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ ہم اسی کے ہو جائیں اور ہمارا ایمان ایسا ہونا چاہئے کہ جس میں دنیا کی ملونی نہ ہو۔

رسالہ الوصیّت میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا بیان بھی ایسے شاندار الفاظ میں کیا ہے جس کی مثال لانا ناممکن ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”اے سننے والو سنو! کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم اُسی کے ہو جاؤ اُس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ بلکہ وہ سنتا ہے اور بولتا بھی ہے، اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی۔.....وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامد حقہ کا اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا۔ اور جامع ہے تمام طاقتوں کا۔ اور مبداء ہے تمام فیضوں کا۔ اور مرجع ہے ہر ایک شَے کا۔ اور مالک ہے ہر ایک ملک کا۔ اور متصف ہے ہر ایک کمال سے۔ اور منزّہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے۔ اور مخصوص ہے اس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اُسی کی عبادت کریں۔.....پس اسی طرح اس کی تمام قدرتیں ہیں۔ نادان ہے وہ جو اُس کی قدرتوں سے انکار کرے۔ اندھا ہے وہ جو اُس کی عمیق طاقتوں سے بے خبر ہے۔ وہ سب کچھ کرتا ہے اور کرسکتا ہے بغیر اُن امور کے جو اُس کی شان کے مخالف ہیں یا اُس کے مواعید کے برخلاف ہیں۔ اور وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور قدرتوں میں۔ اور اُس تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ جو فرقان مجید نے کھولا ہے“۔ (صفحہ 15،16)

آخر پر حضور اقدس علیہ السلام اپنے ایک خواب کی بناء پر ایک بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھنے کا اعلان فرماتے ہیں۔ یعنی یہ مقام جماعت کے ایسے مخلصین کی آخری آرام گاہ ہوگا جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے اور حقیقی معنوں میں بہشتی ہوں گے۔ اس نظام میں شامل ہونے کے لیے آپ نے یہ شرط بھی بیان فرمائی کہ ممبران جماعت اپنی جائیداد کا دسواں حصہ اشاعت اسلام کی غرض سے جماعت کے نام کر دیں گے۔

خلاصۃً ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہاں تک نظام خلافت، تعلق باللہ اور تربیت جماعت کا تعلق ہے، یہ کتاب نہایت اساسی نوعیت کے مضامین اپنی اندر رکھتی ہے اور اسی لیے اس رسالہ کا مطالعہ کرتے رہنا اور اس میں بیان فرمودہ تعلیمات کو حرزِ جاں بنانا ممبران جماعت کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

بہشتی مقبرہ ربوہ میں حضرت اماں جانؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے مزار مبارک

خلافت احمدیہ کے زیر سایہ

نظام وصیّت کا فروغ

مکرم رفیق مبارک میر صاحب (وکیل المال ثانی تحریک جدید ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب خدا تعالیٰ نے مسلسل وحی کے ذریعہ وفات کی اطلاع دی تو ساتھ ہی جماعت احمدیہ کی دائمی بقاء کیلئے قدرت ثانیہ یعنی نظام خلافت کے ظہور کی خوشخبری سے بھی نوازا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1905ء میں رسالہ ''الوصیّت'' تحریر فرمایا اور اس رسالہ کے اوّل حصہ میں نظام خلافت کی خوشخبری عطا فرمائی اور دوسرے حصہ میں جماعت احمدیہ کی عالمگیر ترقیات کے لئے آسمانی بشارتوں کے تحت ''وصیّت'' کا نظام جاری فرمایا۔

نظام خلافت کے حوالہ سے آپ فرماتے ہیں:

''سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی ...... میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کے مظہر ہونگے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 20۔ رسالہ الوصیّت صفحہ 305 تا 306)

خلفائے کرام اور نظام وصیّت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیّت تحریر فرمانے کے معاً بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کا قیام فرمایا اور حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحبؓ کو اس کا پریذیڈنٹ مقرر فرمایا اور آپ کی ہی صدارت میں مؤرخہ 29 جنوری 1906ء کو مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان کا اجلاس اوّل منعقد ہوا جس میں مسودہ وصیّت ریکارڈ کیا گیا اور وصیّت سے متعلق انتظامی امور طے پائے۔

خلافت ثانیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جلسہ سالانہ قادیان 1942ء کے آخری روز ایک معرکہ آرا خطاب فرمایا جس میں آپ نے دنیا میں رائج مختلف اقتصادی نظاموں کا تقابلی جائزہ فرمایا اور ان سب نظاموں میں پائی جانے والی خامیوں کی نشاندہی

فرمائی اور ثابت فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی مشیّت کے تحت قائم ہونے والا نظام وصیّت ہی صرف ان خامیوں سے پاک ہے اور یہی وہ نظام ہے جس نے بالآخر ساری دنیا کے معاشی اور معاشرتی مسائل کو حل کرنا ہے۔ یہ تقریر ”نظام نو“ کے نام سے شائع شدہ ہے۔ نظام وصیّت کے بارہ میں حقیقی شعور حاصل کرنے کے لئے تمام احباب جماعت بالخصوص تمام موصیان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

”عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب دنیا چلا چلا کر کہے گی کہ ہمیں ایک نئے نظام کی ضرورت ہے تب چاروں طرف سے آوازیں اٹھنی شروع ہو جائیں گی کہ آؤ ہم تمہارے سامنے ایک نیا نظام پیش کرتے ہیں۔ روس کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ ہندوستان کہے گا کہ آؤ میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں، جرمنی اور اٹلی کہے گا آؤ میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں امریکہ کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں اس وقت میرا قائم مقام قادیان سے کہے گا کہ نیا نظام الوصیّت میں موجود ہے اگر دنیا فلاح و بہبود کے رستہ پر چلنا چاہتی ہے تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ الوصیّت کے پیش کردہ نظام کو دنیا میں جاری کیا جائے۔“

(نظام نو صفحہ 91-90)

خلافت ثالثہ

خلافت ثالثہ میں ایک بہت بڑا کام مجالس موصیان کا قیام اور ان مجالس کے ذریعہ قرآن کریم کے پڑھنے اور پڑھانے نیز اس کی تعلیمات پر عمل کروانے کا انتظام کرنا اور اس غرض سے وقف عارضی کی سکیم کا اجراء تھا۔ حضرت خلیفة المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

”آج میں موصی صاحبان کی تنظیم (مجلس موصیان) کا، خدا کے نام کے ساتھ اور اس کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے اجراء کرتا ہوں۔ تمام ایسی جماعتوں میں جہاں موصی صاحبان پائے جاتے ہیں اُن کی ایک مجلس (یعنی مجلس موصیان) قائم ہونی چاہیے۔ یہ مجلس باہمی مشورے کے ساتھ اپنے صدر کا انتخاب کرے۔ منتخب صدر جماعتی نظام میں سیکرٹری وصایا ہوگا۔.... تمام خیر چونکہ قرآن میں ہی ہے اس لئے وہ قرآن کریم کے نور سے پورا حصہ لینے کی کوشش کریں اور ان کو بتایا جائے کہ قرآن کریم کے انوار کی اشاعت کرنا ہر موصی کا بحیثیت فرد اور اب موصیوں کی مجلس کا بحیثیت مجلس پہلا اور آخری فرض ہے۔ اور اس بات کی نگرانی کرنا کہ وقفِ عارضی کی سکیم کے ماتحت زیادہ سے زیادہ موصی اصحاب اور ان کی تحریک پر وہ لوگ حصہ لیں جنہوں نے ابھی تک وصیّت نہیں کی۔ اور ان پر یہ فرض ہے کہ پہلے وہ اپنے گھر سے یہ کام شروع کریں حتّٰی کہ ان کے گھر میں کوئی مرد، کوئی عورت، کوئی بچہ یا کوئی دیگر فرد جو اُن کے اثر کے نیچے ہو یا ان کے پاس رہتا ہو ایسا نہ رہے کہ جسے قرآن نہ آتا ہو۔ پہلے ناظرہ پڑھنا سکھانا ہے پھر ترجمہ سکھانا ہے۔ پھر قرآن کریم کے معانی پھر اس کے علوم اور اس کی حکمتوں سے آگاہ کرنا ہے۔“ (خطبہ فرمودہ 5/اگست 1966ء)

ویسے تو برصغیر (انڈیا، پاکستان، بنگلہ دیش) سے باہر کی تمام وصایا کے معاملات خلافت ثانیہ کے زمانہ سے وکالت مال ثانی تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان کے توسط سے جاری تھے۔ تاہم مجلس مشاورت پاکستان 1976،1977 کے بعد حضرت خلیفة المسیح الثالثؒ نے بیرونی وصایا کے حسابات و دیگر امور وغیرہ کے لئے وکالت مال ثانی میں وصایا بیرون کا باقاعدہ ایک سیل قائم فرمایا اور اس کے لئے ایک نائب وکیل مقرر کرنے کی منظوری مرحمت فرمائی۔ چنانچہ مکرم میاں غلام مصطفیٰ صادق صاحب مرحوم کا اس اسامی پر پہلا تقرر ہوا۔

خلافت رابعہ

حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے دورِ خلافت میں نظام وصیّت کے مقاصد میں سے ایک مقصد تقویٰ میں ترقی کے ساتھ جو غیر معمولی مالی قربانی کی روح ہے، کے بارے میں مجلس کارپرداز کے نام مختلف مواقع پر اپنی تفصیلی ہدایات اور متعدد موصیان کے نام تفصیلی خطوط میں روشنی ڈالی۔ آپؒ نے فرمایا:

”وصیّت کی بنیاد وہ روح ہے جس کے پیش نظر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظامِ وصیّت جاری فرمایا اور وہ روح یہ ہے کہ وہی شخص موصی کہلائے گا جو دینی عمل اور اعتقادات کے لحاظ سے بھی صف اول پر ہو اور مالی قربانی میں بھی ایسی شاندار قربانی پیش کرنے والا ہو کہ آئندہ نسلیں اس کی قربانی کا حال دیکھ کر اس کے لئے دعائیں کریں۔“

(رپورٹ مجلس مشاورت 1983ء صفحہ 142,141)

عمر کے آخری حصہ میں وصیّت کرنے والوں کے متعلق آپؒ نے فرمایا:

”جو شخص ساری عمر کی کمائیاں کھانے، جائیدادیں بنانے اور انہیں آگے تقسیم کرنے اور زندگی کی رونقوں سے لطف اندوز ہونے کے بعد ایسی لمبی عمر میں جاکر وصیّت کرے اس کا یہ عمل وصیّت کرنے کی روح کے ہی خلاف ہے۔ اس لئے ایسی وصیّتیں شروع میں ہی قبول نہیں کرنی چاہئیں۔“

(رجسٹر ارشادات حضور ایدہ اللہ۔ رجسٹر نمبر 3۔ ارشاد نمبر 258)

ایک مجلس عاملہ کی رپورٹ پیش ہونے پر آپؒ نے فرمایا:

”آپ نے جو صورت حال بیان کی ہے یہ نظامِ وصیّت کی بنیادی روح کو نظر انداز کر دینے سے پیدا ہوئی ہے۔ نظامِ وصیّت کے قیام کا ایک بڑا مقصد عالمگیر غلبۂ اسلام کی خاطر غیر معمولی قربانی کی صورت میں سلسلہ حقہ کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے مالی مدد کرنا بھی تھا معلوم ہوتا ہے کہ جن موصیوں کے حوالہ سے آپ نے معاملہ اٹھایا ہے انہیں وصیّت کرنے سے پہلے یہ بات بتائی نہیں گئی۔ لیکن اب میں اس بارہ میں سختی سے عمل کروا رہا ہوں۔ اور جو وصیّتیں نظامِ وصیّت کی بنیادی روح کو نظر انداز رکھنے کے نتیجہ میں منظور ہو چکی ہیں ان پر نظر ثانی کرنے کی ہدایت بھی کر چکا ہوں۔

پس جن کو عام قربانی سے بڑھ کر غیر معمولی قربانی کی توفیق نہیں ہے۔ اور وہ اگر اس وجہ سے نظامِ وصیّت میں نہ رہ سکیں تو ان کا کوئی قصور نہیں ہوگا۔ غربت کی وجہ سے اگر کوئی اس نظام میں شامل ہونے کی توفیق نہیں پا سکتا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ جزا سزا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور وہ دلوں کے حال خوب جانتا ہے اس لئے فکر نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔“

(رجسٹر ارشادات حضور ایدہ اللہ۔ رجسٹر نمبر 3۔ ارشاد نمبر 300)

نظام وصیّت جو غیر معمولی مالی قربانی کا متقاضی ہے اس کے تسلسل کو جاری رکھنے کے لیے حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ نے مختلف ممالک کے معاشی حالات کے مدّنظر منظوری وصیّت کے لیے آمدنی کے کم از کم معیار نیز خانہ دار خواتین کی طرف سے حصہ آمد کی ادائیگی کے لیے کم از کم معیار خورونوش مقرر فرمائے۔

خلافت رابعہ کے ہی دور میں قواعد وصیّت پر ایک وسیع کمیٹی

نے گہرے غور و فکر کے بعد نظر ثانی کی اور ایک تفصیلی مسودہ تیار کیا جسے حضورؓ کی منظوری کے بعد شائع کیا گیا۔

خلافت خامسہ میں
نظام وصیّت کا سبک خرام ارتقاء

ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا منصب خلافت پر متمکن ہونے سے قبل بھی نظام وصیّت کے انتظامی امور سے خاص تعلق رہا ہے۔ افریقہ میں 8 سال خدمات بجالانے کے بعد جب پاکستان واپس تشریف لائے تو آپ کا پہلا تقرر بطور نائب وکیل المال ثانی (شعبہ وصایا بیرون) ہوا۔ جس پر آپ کو 9 سال خدمات کی توفیق ملی۔ بعدہٗ آپ کو بحیثیت صدر مجلس کار پرداز 1997ء تا 2003ء خدمات کی توفیق عطا ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی نظام وصیّت کو ایسی سبک خرام ترقی ملی کہ گویا اس نظام کا تو احیاء نو ہو گیا اور یہ سلسلہ گزشتہ 16 سال سے متواتر ترقی کرتا چلا جا رہا ہے، الحمد للہ۔

جلسہ سالانہ یوکے 2004ء کے اختتامی اجلاس کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب میں عالمگیر جماعت احمدیہ کو 2005ء میں نظام وصیّت کے 100 سال پورے ہونے پر موصیان کی تعداد 50 ہزار اور خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی 2008ء تک کمانے والے افراد کے 50 فیصد کو نظام وصیّت میں شامل کرنے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ حضور انور نے فرمایا:

”جس رفتار سے جماعت کے افراد کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے تھا، نہیں ہو رہے۔ جس سے مجھے فکر بھی پیدا ہوئی اور میں نے سوچا ہے کہ آپ کے سامنے اعداد و شمار بھی رکھوں تو آپ بھی پریشان ہو جائیں گے۔ وہ اعداد و شمار یہ ہیں کہ آج ننانوے سال پورے ہونے کے بعد بھی تقریباً 1905ء سے لے کر آج تک صرف اڑتیس ہزار کے قریب احمدیوں نے وصیّت کی ہے۔ اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ وصیّت کے نظام کو قائم ہوئے سو سال ہو جائیں گے۔ میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں۔ آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار نئی وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں کہ جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہوئیں۔...... میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں کمانے والے افراد ہیں، جو چندہ دہندہ ہیں اُن میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں۔ اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہو گا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہو گی۔“

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ یوکے یکم اگست 2004ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام دنیا کے احمدیوں کے نام اپنے خصوصی پیغام محررہ 21 جولائی 2005ء میں پھر یاد دہانی کرواتے ہوئے احباب جماعت کو فرمایا:

”میں اپنی اس خواہش کا اظہار پہلے بھی ایک موقع پر کر چکا ہوں کہ 2008ء میں جب خلافتِ احمدیہ کو قائم ہوئے انشاءاللہ 100 سال پورے ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں اُن میں سے کم از کم پچاس فیصد ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں۔“

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ عالمگیر کو صرف مذکورہ بالا ٹارگٹ ہی نہیں دیئے بلکہ ان ٹارگٹس کے حصول کے لئے اپنے خطبات، خطابات اور ممالک کی مجالس عاملہ کے ساتھ میٹنگز میں متواتر اور بڑی تفصیل کے ساتھ راہنمائی فرماتے چلے جا رہے ہیں۔

جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے
سو فیصد عہدیداران نظام وصیّت کا حصّہ بنیں

اس ضمن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختلف مواقع پر عہدیداران کو نصائح فرمائیں جیسا کہ مجلس انصار اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع 2004ء کے موقع پر فرمایا:

”سب سے پہلے میں یہاں کہوں گا کہ تمام عہدیداران جو ہیں ان کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے، نیشنل عاملہ سے لے کر نچلی سطح تک جو بھی عاملہ ہے اس کے لیول تک ہر عاملہ کا ممبر اس نظام میں شامل ہو، تبھی وہ تلقین کرنے کے قابل بھی ہو گا۔“ (سبیل الرشاد جلد چہارم صفحہ 53)

مجلس عاملہ لجنہ اماءاللہ جرمنی کے ساتھ ملاقات میں فرمایا:

”آپ عہدیداران کو وصیّت کی تحریک ضرور کریں۔ ٹھیک ہے وہ پابند نہیں ہے کہ ضرور وصیّت کرے لیکن پھر آپ بھی پابند نہیں ہیں کہ اسے عہدیدار بنائیں۔ اس لئے کہ اس نے گریجوایشن کی ہوئی ہے اور دو عقل کی باتیں کر لیتی ہے۔ اس کی بجائے اسے عہدیدار بنائیں جو اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کے بعد آپ کے جاری کردہ نظام وصیت میں بھی شامل ہے تو گو وہ کچھ کم پڑھی ہوئی ہے اسے عہدیدار بنائیں۔“

(الفضل انٹرنیشنل 19/جنوری 2007ء صفحہ 13)

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ نیوزی لینڈ سے فرمایا:

”اپنی عاملہ کے ممبران کو توجہ دلائیں اور یاد دہانی کروائیں کہ ہر ممبر وصیّت کے نظام میں شامل ہو لیکن اس کے لئے آپ نے فورس (Force) نہیں کرنا۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ میں اس لئے وصیّت نہیں کرتا کہ میں شرائط وصیّت کو پورا نہیں کر سکتا تو اس سے پوچھیں کیا جو دس شرائط بیعت ہیں وہ تم پوری کر رہے ہو۔ اس طرح تو پھر پورا نہ کرنے کے نتیجہ میں احمدی بھی نہیں رہتا۔ بہرحال ان شرائط پر عمل پیرا ہونے کی ایک کوشش ہوتی ہے اور وہ کوشش کرتے رہنا چاہئے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 03/جنوری 2014ء صفحہ 12)

تمام مربیان/مبلغین
نظام وصیّت میں شامل ہوں

مربیان سلسلہ کے ساتھ ملاقات میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”جن مربیان کی وصیّت نہیں ہے وہ سارے وصیّت کریں۔ چونکہ مربی نے وصیّت کی طرف دوست احباب کو راغب کرنا ہوتا ہے اس لئے وصیّت ہو گی تو لوگوں کو وصیّت کے نظام سے منسلک ہونے کی تلقین کر سکتا ہے۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ 13/مارچ 2008ء صفحہ 4)

لجنہ اماء اللہ کی نظامِ وصیّت میں شمولیت کے حوالہ سے خصوصی ارشاد

مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کی میٹنگ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے وصیّتوں کا جائزہ لیتے ہوئے فرمایا:

’’عموماً یہاں پر لجنات نہیں کماتیں۔ جو کام کرتی ہیں اور ان کا کام بھی مناسب ہے انہیں وصیت کی تحریک کریں۔ اگر کوئی میکڈونلڈ میں سؤر کے برگر بناتی ہو ایسی عورتوں کو تحریک کرنے کی ضرورت نہیں۔فرمایا جو پڑھی لکھی لڑکیاں ہیں ان میں وصیت کرنے کی روح پیدا کریں۔ 15-16 سال کی عمر میں وصیّت ہوسکتی ہے پھر 18سال کی عمر میں وہ اسے renew کرسکتی ہیں۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 07/جولائی 2006ء صفحہ 9)

نئی وصایا کے حوالہ سے ٹھوس کام کریں

’’تینوں ذیلی تنظیموں کو Push کریں اور صرف Youngster کے پیچھے نہ پڑے رہیں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ موصی حاصل ہوسکیں اور یہ بھی کوشش کریں کہ اکثر وصیّت کرنے والے کمانے والے لوگ ہوں بجائے اس کے کہ خانہ دار خواتین اور طالب علم وغیرہ اس میں شامل ہوں۔ ان سے کہیں کہ وہ Easy Target نہ بنائیں بلکہ ایسا منظم کام کریں جس سے ٹھوس کوشش نظر آتی ہو۔‘‘

(روزنامہ الفضل ربوہ 13/مارچ 2008ء صفحہ 4)

چنانچہ جہاں تمام جماعتی عہدیداران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیان فرمودہ ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اپنی کوششوں کو بڑھایا وہاں احباب جماعت بھی اپنے پیارے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آسمانی منشاء کے مطابق قائم کردہ اس عظیم روحانی نظام میں جوق در جوق شامل ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ اب سیل رواں کی شکل اختیار کر چکا ہے، الحمدللہ۔اس کا اندازہ بیرون از برصغیر (انڈیا، پاکستان، بنگلہ دیش) ہونے والی نئی وصایا کے حسب ذیل سال وار گوشوارہ سے لگایا جاسکتا ہے۔

سال	وصایا	سال	نئی وصایا
2004-05	3,034	2012-13	1,529
2005-06	4,765	2013-14	1,443
2006-07	4,016	2014-15	1,628
2007-08	4,569	2015-16	3,826
2008-09	2,539	2016-17	4,471
2009-10	1,605	2017-18	4,369
2010-11	1,543	2018-19	6,423
2011-12	1,272	کل میزان	**47,032**

وصیّت خدا تعالیٰ کا قائم کردہ نظام ہے جس نے نظام خلافت کے زیر سایہ پھولنا، پھلنا اور بالآخر ساری دنیا کو اپنے فیض سے بہرہ ور کرنا ہے۔حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا کہ ’’بعض لوگ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ یہ نظام نہ معلوم کب قائم ہو گا جماعت کی ترقی تو نہایت آہستہ آہستہ ہو رہی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی ہتھیلی پر سرسوں نہیں جمائی جاتی جو عمارت بے بنیاد ہو وہ بہت جلد گر جاتی ہے یہ جلد بنائے جانے والے نظام جلد گر جائیں گے نظام وہی قائم ہو گا جو ہر کس و ناکس کی دلی خوشنودی کے ساتھ قائم کیا جائے گا۔ گھاس آج نکلتا اور کل سوکھ جاتا ہے لیکن پھل دار درخت دیر میں تیار ہوتا اور پھر صدیوں کھڑا رہتا ہے۔ پس آئندہ جوں جوں ہماری جماعت بڑھتی چلی جائے گی وصیّت کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے دنیا میں جس نظام کو قائم کیا ہے وہ بھی بڑھتا چلا جائے گا۔‘‘ (نظام نو صفحہ 127)

پھر فرمایا ’’پس جوں جوں تبلیغ ہو گی اور لوگ احمدی ہوں گے وصیّت کا نظام وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جائے گا اور کثرت سے اموال جمع ہونے شروع ہو جائیں گے۔ قاعدہ ہے کہ شروع میں ریل آہستہ آہستہ چلتی ہے مگر پھر بہت ہی تیز ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر خود دوڑنے لگو تو شروع کی رفتار اور بعد کی رفتار میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ پس وصیّت کے ذریعہ اس وقت جو اموال جمع ہو رہے ہیں ان کی رفتار بے شک تیز نہیں مگر جب کثرت سے احمدیت پھیل گئی اور جوق در جوق لوگ ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے شروع ہو گئے اس وقت اموال خاص طور پر جمع ہونے شروع ہو جائیں گے۔ اور قدرتی طور پر جائیدادوں کا ایک جتھا دوسری جائیدادوں کو کھینچنا شروع کر دے گا اور جوں جوں وصیت وسیع ہو گی نظامِ نَو کا دن ان شاء اللہ قریب سے قریب تر آ جائے گا۔‘‘ (نظام نو صفحہ 130-131)

خلافت خامسہ کے آغاز میں برصغیر (انڈیا، پاکستان، بنگلہ دیش) سے باہر موصیان کی تعداد 6ہزار سے بھی کم تھی جو حضور انور کی تحریک کے بعد اب بڑھ کر 60ہزار سے بھی تجاوز کر چکی ہے۔ اسی طرح کل موصیان کی تعداد 38 ہزار سے بڑھ کر تقریباً ڈیڑھ لاکھ ہو چکی ہے اور زندہ موصیان بشمول زیر کارروائی ایک لاکھ دس ہزار ہیں، الحمد للہ۔

اب جبکہ خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں نظام وصیّت خدا تعالیٰ کے فضل سے تیزی اختیار کر گیا ہے اب وہ دن دور نہیں جب حضرت مصلح الموعودؓ کی پیشگوئی کے مطابق ان شاء اللہ یہ سلسلہ بہت ہی تیز ہو جائے گا ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہم اپنی سستیاں دور کر لیں۔ جیسا کہ حضور انور نے فرمایا تھا: ’’پس غور کریں، فکر کریں۔ جو سستیاں، کوتاہیاں ہو چکی ہیں اُن پر استغفار کرتے ہوئے اور حضرت مسیح موعودؑ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلد از جلد اس نظام میں شامل ہو جائیں۔ اور اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنی نسلوں کو بھی بچائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بھی حصہ پائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین‘‘ (اختتامی خطاب جلسہ سالانہ یوکے 2004ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کا سلطان نصیر بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ھو الشافی

ہومیو پیتھی اصلی و سستی ادویات کے حصول کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔ ادویات بذریعہ ڈاک بھی بھجوائی جاتی ہیں۔ الکوحل کے لئے ڈاک خرچ پانچ یورو جبکہ ادویات کے لئے تین یورو ہیں۔

تیار شدہ دوا گولیاں 20 گرام	6 یورو
دوا 10ملی لیٹر	8 یورو
دوا 30ملی لیٹر	11 یورو
مدر ٹینکچر سیل بند 30 ملی لیٹر	10 یورو
الکوحل 500ملی لیٹر (Ethanol)	20 یورو
گولیاں 500 گرام	15 یورو
ہر طرح کا سنگل مدر ٹینکچر 100ملی لیٹر	18 یورو

موبائل فون، واٹس ایپ اور ای میل کے ذریعہ رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

واٹس ایپ اور فون کے لئے رابطہ نمبر:

0049-1749829017

ای میل: ranasakhan@gmail.com

رانا سعید احمد خان

مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب۔ مبلغ سلسلہ جرمنی

وصیّت

ایک آسمانی نظام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات کی خبر پا کر دسمبر 1905ء میں رسالہ الوصیّت تحریر فرمایا۔ حضور علیہ السلام نے اس رسالہ میں اپنی بعثت کا مقصد، سلسلہ کے قیام کی غرض اور اس کا شاندار مستقبل بیان کرنے کے علاوہ خلافت کے قیام کے لئے ان پُرشوکت الفاظ میں جماعت کو تاکید فرمائی۔

"اور مجھے ایک جگہ دکھلائی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے۔ تب ایک مقام پر اُس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔"

(رسالہ الوصیّت صفحہ 22 مطبوعہ قادیان 2007ء)

اِس رسالہ میں حضور علیہ السلام نے الٰہی منشاء کے تحت اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن کے مقاصد کے لئے ایک دائمی اور مستقل اور روز افزوں روحانی نظام کے قیام کا اعلان فرمایا ہے جو نظام الوصیّت کے نام سے مشہور ہے۔ اس قبرستان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عظیم الشان بشارتیں ہوئیں۔ چنانچہ آپ علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

"چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَةٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس میں حصہ نہیں۔"

(رسالہ الوصیّت صفحہ 24 مطبوعہ قادیان 2007ء)

نظام وصیّت کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ اس کے ذکر سے پہلے قدرت ثانیہ کے ظہور یعنی خلافت کے قیام کا ذکر ہے۔ یہ اس لئے کہ نظام وصیّت کا نظام خلافت کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔ جس طرح نظام وصیّت میں شامل ہونے والے تقویٰ کے اعلیٰ معیار حاصل کر سکتے ہیں اسی طرح خلافت احمدیہ کی مکمل اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرنے سے وہ روحانیت کی راہوں پر چلنا شروع ہو جاتا ہے جو کہ بالآخر اُسے ایک بہشتی انسان بنا دیتی ہے۔

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ نظام خلافت مومنین کو ایک ہاتھ پر اکٹھے رکھنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کاموں کی تکمیل کے لئے ضروری تھا اور نظام وصیّت اس لئے تا کہ اس سلسلہ کو چلانے کے لئے ایسے مخلصین جماعت پیدا ہوتے رہیں جو روحانیت کے اعلیٰ معیار تک پہنچنے والے ہوں۔

یہ دونوں نظام انقلابی بھی ہیں اور آسمانی بھی۔ وصیّت کی بے شمار برکات ہیں جن کا دائرہ صرف اسی دنیا تک محدود نہیں ہے بلکہ موصی کے وفات پا جانے کے بعد اُس کی نیکیوں کا سلسلہ جاری رہے گا۔ کیونکہ موصی نے اس دنیا سے رُخصت ہونے کے بعد بھی اپنی قربانی کا دروازہ کھلا چھوڑا ہوتا ہے جیسا کہ وہ وصیّت کرنے کے وقت لکھتا ہے کہ یہ وصیّت اُس کے ترکہ پر بھی لاگو ہوگی۔ یہ وصیّت کے نظام کی ایک بہت بڑی برکت ہے کہ بندہ تو دنیا سے رُخصت ہو گیا مگر اُس کے ترکہ کا حصہ جب تک اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوتا رہے گا موصی کو اُس کی قربانی کے ثمرات وفات کے بعد بھی ملتے رہیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تفصیل کے ساتھ وصیّت کے نظام کو بیان کرنے اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والوں کے لئے شرائط تحریر کرنے کے بعد لکھا ہے:

"جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلا توقف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصہ کُل جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مُہر لگا دیتے ہیں۔" (رسالہ الوصیّت صفحہ 35,34)

نظامِ وصیّت کا اجراء اور بہشتی مقبرہ کا قیام حسب وحی آسمانی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”کوئی نادان اس قبرستان اور اس کے انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے کیونکہ یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے اور انسان کا اس میں دخل نہیں۔“(رسالہ الوصیّت صفحہ 28)

اسی ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

”وصیّت کا معاملہ نہایت ہی اہم معاملہ ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے ایسی خصوصیّت بخشی ہے اور اللہ تعالیٰ کے خاص الہامات کے ماتحت اسے قائم کیا ہے کہ کوئی مومن اس کی اہمیت او رعظمت کا انکار نہیں کر سکتا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قائم کردہ سارا نظام ہی آسمانی اور خدائی اور الہامی نظام ہے۔جو خدا تعالیٰ کے خاص الہام کے ماتحت قائم کیا گیا ہے۔“(خطبات محمود جلد11 صفحہ370 خطبہ جمعہ 4/مئی 1928ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے مختلف مواقع پر نظام وصیّت جیسے عظیم انقلابی نظام کی اہمیت کا ذکر فرمایا ہے۔ایک موقع پر فرمایا:

”نظام وصیّت صرف 1/10 مالی قربانی کا نام نہیں۔یہ نظام ہے زمین کو پستیوں سے اُٹھا کر آسمانی رفعتوں تک پہنچانے کا۔جہاں اس نظام میں مالی قربانی کی اُمید رکھی جاتی ہے وہاں پر دوسرے پہلو سے ایک نمایاں بھرپور اسلامی زندگی جو ہر لحاظ سے منور ہو اور حسین ہو۔امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں رفعتوں کی طرف لے جانے والی ہو۔نظام وصیّت آسمانی رفعتوں تک پہنچانے والا نظام ہے۔یہ نظام ہر احمدی سے مطالبہ کرتا ہے کہ غیر موصیوں سے کہیں بڑھ کر قربانی کریں۔“

(خطبات ناصر جلد نہم صفحہ 449۔خطبہ جمعہ 30/اپریل 1982ء)

چند سال قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نئی وصایا کے لئے تحریک فرمائی تو نظام وصیّت کو ایک آسمانی نظام قرار دیتے ہوئے فرمایا:

”میری خواہش ہے اور میں تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں۔“(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ یکم اگست 2004ء)

نظام خلافت اور نظام وصیّت ایک دوسرے سے ایسے جڑے ہوئے ہیں کہ جن لوگوں نے نظام خلافت کو چھوڑا اُن کے ہاتھوں سے نظام وصیّت بھی نکل گیا۔دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ پیرو جو حضور کے حکم کے مطابق مضبوطی کے ساتھ خلافت کی رسی کو تھامے ہوئے ہیں اُن میں یہ نظام وصایا 1906ء سے قائم ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دن بہ دن ترقی کر رہا ہے اور سلسلہ احمدیہ کے قیام کی جو غرض ہے اُس کو پورا کرنے میں بھرپور کردار ادا کر رہا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا،اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔“(رسالہ الوصیّت صفحہ 11 مطبوعہ قادیان 2007ء)

آخر پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی دعا پیش کرتا ہوں جس کے بارے میں ہر احمدی کے دل میں یہ خواہش ہونی چاہئے کہ وہ اُس کا مصداق بن جائے اور خلیفہ وقت کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنے۔فرمایا:

”میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان دونوں نظاموں سے وابستہ رکھے۔جو ابھی تک نظام وصیّت میں شامل نہیں ہوئے اللہ تعالیٰ ان کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس نظام میں حصہ لے کر دینی اور دنیوی برکات سے مالا مال ہوسکیں۔اور اللہ کرے کہ ہر احمدی ہمیشہ نظام خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق قائم رکھے اور خلافت کی بقاء کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے اور اپنی تمام تر ترقیات کے لئے خلافت کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھے۔اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنی ذمہ داریوں سمجھنے اور ان کو پورا کرنے کی توفیق دے اور سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلاتے ہوئے ہم سب کا انجام بالخیر فرمائے،آمین۔“(الفضل انٹرنیشنل 29 جولائی 2005ء)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان کے بعد جرمنی میں موصیان کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔لیکن ابھی تک یہاں مقبرہ موصیان نہیں قائم ہوسکا۔جبکہ 20 دیگر ممالک میں 61 ایسے مقبروں کا قیام ہوچکا ہے۔احباب جماعت سے جرمنی میں بھی اس کے قیام کے لئے درخواست دعا ہے۔چند سالوں سے اس کے لئے کوششیں ہو رہی ہیں اور بعض جگہیں دیکھی بھی گئی ہیں اور متعلقہ شہری انتظامیہ سے بات بھی ہوئی ہے۔اس لئے میری دعا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کہ ”کامل الایمان ایک جگہ دفن ہوں“ کو پورا کرنے کی ہمیں بھی توفیق دے اور ہماری کوششوں میں جو کمی ہے اُس کو دور کرے،آمین۔

سالِ نو 2020ء کے

اہم جماعتی پروگرام

20 فروری	یوم مصلح موعودؓ
23 مارچ	یوم مسیح موعودؑ
25 اپریل	آغاز رمضان المبارک
25 مئی	عید الفطر
27 مئی	یوم خلافت
5-7 جون	شوریٰ جماعت احمدیہ جرمنی
26-28 جون	اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی
10-12 جولائی	اجتماع انصار اللہ و لجنہ اماء اللہ جرمنی
یکم اگست	عید الاضحی
7-9/اگست	جلسہ سالانہ یوکے
4-6 ستمبر	جلسہ سالانہ جرمنی
10-11/اکتوبر	شوریٰ لجنہ اماء اللہ جرمنی
23-25 اکتوبر	شوریٰ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی
30 اکتوبر	جلسہ جات سیرت النبی ﷺ
28-29 نومبر	شوریٰ مجلس انصار اللہ جرمنی

شعبہ جنرل سیکرٹری جرمنی

تانپورے اور تنبورے میں فرق

پطرس بخاری ریڈیو اسٹیشن کے ڈائریکٹر تھے ایک مرتبہ مولانا ظفر علی خان صاحب کو تقریر کے لئے بلایا۔تقریر کی ریکارڈنگ کے بعد مولانا پطرس کے دفتر میں آ کر بیٹھ گئے۔بات شروع کرنے کی غرض سے اچانک مولانا نے پوچھا۔”پطرس یہ تانپورے اور تنبورے میں کیا فرق ہوتا ہے۔“پطرس نے ایک لمحہ سوچا اور پھر بولے۔”مولانا آپ کی عمر کیا ہوگی؟“اس پر مولانا گڑبڑا گئے اور بولے۔”بھئی یہی کوئی پچھتر سال ہوگی۔“پطرس کہنے لگے۔”مولانا جب آپ نے پچھتر سال یہ فرق جانے بغیر گزار دئے تو دو چار سال اور گزار لیجئے۔“

وصیّت کے برکات وثمرات

مکرم اکرام اللہ چیمہ صاحب۔ نیشنل سیکرٹری وصایا جرمنی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیّت میں عظیم الشان نظام وصیّت کی اشاعت اپنی جماعت کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا:

"مناسب ہے کہ ہر ایک صاحب ہماری جماعت میں سے جن کو یہ تحریر ملے وہ اپنے دوستوں میں اُس کو مشتہر کریں اور جہاں تک ممکن ہو اس کی اشاعت کریں اور اپنی آئندہ نسل کے لئے اس کو محفوظ رکھیں۔ اور مخالفوں کو بھی مہذب طریق پر اس سے اطلاع دیں اور ہر ایک بدگو کی بدگوئی پر صبر کریں اور دعا میں لگے رہیں۔"

(رسالہ الوصیّت صفحہ 28)

حضور علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق آپ کی جماعت یہ فرض دامے درمے قدمے سخنے بجالاتی رہی۔ 2004ء میں انی معک یامسرور کے مصداق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو اس پاک آسمانی نظام میں شامل ہونے کی طرف توجہ دلا کر نظام وصیّت میں نئی روح پھونک دی۔ جس کے نتیجہ میں ایک طرف مالی قربانی کے میدان میں ایمان افروز داستانیں رقم ہونے لگیں تو دوسری طرف پاکیزہ و مطہّر نئی روحانی زندگیاں نصیب ہونے لگیں۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے فرمایا:

"یہ نظام ایک ایسا انقلابی نظام ہے کہ اگر نیک نیتی سے اس میں شامل ہوا جاوے اور شامل ہونے کے بعد جیسا آپ علیہ السلام نے فرمایا ہے اپنے اندر بہتری کی کوشش بھی کی جائے تو اس نظام کی برکت سے روحانی تبدیلی جو کئی سال کی مسافت ہے وہ دنوں میں اور دنوں کے گھنٹوں میں طے ہو جائے گی۔ پس اپنی اصلاح کی خاطر بھی اس نظام میں احمدیوں کو شامل ہونا چاہئے۔"

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء)

جلسہ سالانہ 2004ء یوکے میں جب حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نظام وصیّت میں شمولیت کے لئے تحریک فرمائی تو اسی وقت جماعت جرمنی کے بعض افراد نے یہ عزم کرلیا کہ جرمنی جا کر سب سے پہلا کام وصیّت فارم پُر کرنا ہے۔ ایک دوست نے تو لندن کے دفتر وصایا سے ہی وصیّت فارم حاصل کر کے خاکسار کو تھما دیا۔ اس طرح احباب جماعت نے اپنے آقا کی آواز پر والہانہ انداز میں لبیک کہا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر احباب جماعت کے شوق و ولولہ کے پیش نظر شعبہ وصایا نے جماعتوں کا دورہ کرنے کا ایک تفصیلی پروگرام ترتیب دیا اور اُس وقت کے مبلغ انچارج مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب حال نائب امیر کی رفاقت میں خاکسار نے جماعتوں کے دورے شروع کیے اور اس کے نتیجہ میں احباب جماعت نے کثرت کے ساتھ اس بابرکت نظام میں شمولیت اختیار کی۔

خاکسار نے 2003ء کے آخر میں ایک خواب میں دیکھا کہ مولانا عطاءاللہ کلیم صاحب مرحوم (سابق مبلغ انچارج جرمنی) خاکسار کے گھر آئے ہیں۔ آپ ایک ڈبے میں بہت سے وصیّت فارم اٹھائے ہوئے ہیں جنہیں خاکسار کے بستر پر تکیے کی طرف رکھ دیتے ہیں۔ اس پر خاکسار نے پوچھا کہ امام صاحب یہ کیا ہے تو امام صاحب فرماتے ہیں کہ بیٹا اٹھاؤ اور چل پڑو۔ اس کے بعد خاکسار کی آنکھ کھل گئی۔ اُس وقت خاکسار کو اس خواب کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔ لیکن جب خدا تعالیٰ کے خلیفہ نے جماعت کو یہ تحریک کی اور وصیّت کے فارم پُر ہو کر اتنی کثرت سے دفتر آنے لگے کہ ڈبوں کے ڈبے بھر گئے۔ تب خاکسار کو اس خواب کی تعبیر سمجھ آئی۔ جس وقت حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ تحریک فرمائی تو جرمنی بھر میں موصیان مرد و خواتین کی کل تعداد 834 تھی اور آج سن 2019ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تعداد 13000 کے قریب پہنچ چکی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس تحریک پر لبیک کہنے کے دوران بے حد ایمان افروز واقعات دیکھنے اور سننے میں آئے۔ ان میں سے بعض قارئین کی خدمت میں بغرض ازدیاد ایمان پیش ہیں۔ پاکستان سے ہجرت کر کے جرمنی آنے والے احباب جماعت جب جرمن عدالتوں میں انٹرویو کے لئے حاضر ہوتے ہیں تو بعض جج صاحبان نظام وصیّت کے بارہ میں ہی سوال کرتے ہیں۔ بعض افراد کے تو کیس ہی اس لئے پاس ہوئے کہ وہ نظام وصیّت میں شامل ہیں۔

ایک دوست مکرم ظفر احمد کاہلوں صاحب رضا کار کارکن شعبہ اشاعت جرمنی بیان کرتے ہیں کہ جس دن ان کے اسائیلم کیس کا انٹرویو تھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی جج نے کہا کہ میں آپ کی تمام فائل پڑھ کر آیا ہوں مجھے آپ سے صرف یہ پوچھنا ہے کہ کیا آپ موصی ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ جی ہاں، میں خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی ہوں اس پر اس جج نے میرا کیس پاس کر دیا۔ الحمدللہ

اسی طرح صوبہ ویسٹ فالن کی ایک عدالت کے جج نے

ایک احمدی سے بھی یہی دریافت کیا کہ کیا آپ موصی ہیں؟ اور چند سوالات کیے اور اپنی دراز میں سے جرمن زبان میں رسالہ الوصیّت نکالا اور کہا کہ میرے خیال میں ہر احمدی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آتا ہے اس کا دوسرا کام وصیّت کرنا ہے اور اس احمدی کا کیس پاس کر دیا۔

مکرم مبشر احمد بٹ صاحب جماعت فرائے برگ سے تحریر کرتے ہیں:

خاکسار بطور صدر خدمت کی توفیق پا رہا تھا اور ہماری جماعت میں کچھ مسائل چل رہے تھے جس کی وجہ سے خاکسار پریشان تھا۔ جس پر مکرم سیکرٹری صاحب وصایا جرمنی نے مسائل کے حل کے لئے خاکسار کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک نئی وصایا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر عمل ہو گا تو مسائل حل ہوں گے۔ اُس وقت تک میری اپنی وصیّت نہیں تھی۔ جس پر خاکسار نے فوراً ٹیلی فون پر ہی مکرم سیکرٹری صاحب وصایا سے عرض کی کہ میری وصیّت کے فارم کو پُر کریں جب آپ ہماری جماعت میں آئیں گے۔ تو میں دستخط کر دوں گا۔ اس وقت خاکسار ایک کرایہ کے مکان میں اپنے چھ بچوں کے ساتھ رہائش پذیر تھا۔ اور نہایت تنگی کی زندگی بسر کر رہا تھا اور آٹھ افراد کے کنبہ کے لئے اکیلا کمانے والا تھا۔ حضور پُرنور کی تحریک پر لبیک کہنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بے پایاں فضلوں سے نوازا ہے اور اب خاکسار بہت بڑے گھر کا مالک ہے، الحمد للہ۔

مجلس شوریٰ 2006ء کے موقع پر ایک تُرک مکرم قاسم دال کلِچ (Kasim Dalklick) صاحب دوست نے وصیّت کی انہوں نے بتایا کہ جب میں نے احمدیت قبول نہیں کی تھی تو میں سوچا کرتا تھا کہ اِس زمانے میں بھی کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے زمانے کی طرح کوئی مالی قربانی کا مطالبہ کرے۔ اس کے بعد جب میں نے احمدیت قبول کی اور رسالہ الوصیّت پڑھا تو مجھے ایسا لگا کہ جیسے رسول کریم ﷺ والا زمانہ واپس آ گیا ہے اور میں نے فوراً نظام وصیّت میں شمولیت اختیار کر لی۔

جماعت Calw کے ایک دوست تحریر کرتے ہیں:

میں نے دیکھا کہ ایک دریا ہے جس کے کنارے پر کھڑا ہوں اور دریا کا پانی بہت زیادہ اور بڑے جوش سے بہہ رہا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ دریا کے دوسرے کنارے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے چند صحابہؓ کے ساتھ کھڑے ہیں اور جہاں حضور علیہ السلام کھڑے ہیں وہ ایک خوبصورت باغ ہے اور ہلکے ہلکے بادل چھائے ہوئے ہیں۔ حضور علیہ السلام مجھے اپنی طرف بلاتے ہیں اور میں پریشانی کے عالم میں ہوں کہ کیسے اس منہ زور دریا کو پار کروں کہ اسی اثناء میں دائیں طرف دریا پر ایک پُل بن جاتا ہے اور مجھے بتایا جاتا ہے کہ یہ وصیّت کا پل ہے اور ساتھ ہی میرے ذہن میں 1/8 حصے کی وصیّت کے الفاظ ڈالے گئے اور خواب ختم ہو گئی۔ اس کے بعد میں 1/8 حصہ کی وصیّت کر کے اس بابرکت نظام وصیّت میں شامل ہو گیا۔

جماعت Jesteburg کے ایک دوست لکھتے ہیں:

جب جرمنی آئے تو ان کو صرف راشن کی پرچیاں ملا کرتی تھیں اور وصیّت کرنے کی شدید خواہش تھی چنانچہ میں نے دعا کر کے ان راشن کی پرچیوں کے حساب سے ایک آمد مقرر کی اور وصیّت فارم پر کر دیا اور ساتھ یہ بھی ڈر تھا کہ اس آمد پر وصیّت منظور ہوتی بھی ہے کہ نہیں نیز بڑی خواہش تھی کہ میں بھی اللہ کی راہ میں معیاری قربانی کر سکوں۔ اس کے چند ماہ بعد مجھے مکان تبدیل کرنے کے سلسلہ میں متعلقہ دفتر جانا پڑا انہوں نے کہا کہ جائیں اور اپنا اکاؤنٹ کھلوائیں اور ہمیں آکر بتائیں کیونکہ آپ کے نو(9) ہزار یورو ہمارے پاس جمع ہیں وہ آپ کو بھجوائے جا سکیں۔ اس سے میری حیرت کی انتہا نہ رہی اور میں نے حصہ آمد ادا کرنا شروع کر دیا۔ الحمد للہ

مکرم طیب احمد بھٹی صاحب جماعت Mannheim سے تحریر کرتے ہیں:

جب میں نے وصیّت کا فارم مکمل کر کے بھجوایا تھا اس میں مَیں نے اپنی جائیداد کے بارہ میں لکھا تھا کہ میری کوئی جائیداد نہیں تاہم احساس تھا کہ کاش میری بھی کوئی جائیداد ہوتی تو میں بھی اس کا 1/10 حصہ خدا کی راہ میں ادا کرتا۔ اس کے بعد مجھے علم ہوا کہ میرے دادا جان کے ترکہ میں سے میرے والد صاحب کو کچھ حصہ ملا جو کہ میرے نام کر دیا گیا۔ اب جبکہ خدا نے یہ جگہ پلاٹ کی صورت میں عطاء کی ہے۔ لہٰذا میں یہ پورا پلاٹ مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کے نام کرتا ہوں۔

مکرم طاہر محمود خان صاحب جماعت Walldorf سے تحریر کرتے ہیں:

خاکسار ایک فرم میں کام کر رہا تھا کہ دل میں خیال آیا کہ اگر میں وصیّت کر لوں تو میرے ایگریمنٹ میں اضافہ ہو جائیگا۔ اور میری جاب جاری رہے گی۔ لہٰذا وقت گزرتا گیا اور وصیّت کرنا بھول گیا اور مجھے جاب سے فارغ کر دیا گیا۔ میرے ساتھی ورکرز نے بھی بہت کوششیں کی کہ میرا نیا ایگریمنٹ ہو جائے لیکن بڑے افسر نے انکار کر دیا۔ اور میں فارغ ہو کر گھر بیٹھ گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد میں نے وصیّت کر لی۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت دیکھیں کہ خاکسار نے وصیّت کے فارم مکمل کر کے سیکرٹری صاحب کو دیے ہی تھے کہ چند روز بعد اسی افسر کا فون آیا کہ دوبارہ کام پر آجاؤ۔ وصیّت کی برکت دیکھیں کہ میں پہلے ایک ورکر کی حیثیت سے کام کرتا تھا، اب مجھے فورمین کا عہدہ مل گیا ہے۔ الحمد للہ

مکرم ابرار احمد صاحب جماعت Koblenz سے تحریر کرتے ہیں:

جب خاکسار جرمنی آیا تو ہماری جماعت میں تین موصی تھے کچھ عرصہ کے بعد خاکسار اپنی جماعت کا سیکرٹری وصایا منتخب ہوا۔ زبان پر زیادہ عبور نہ ہونے کی وجہ سے خاکسار نے ریستوران میں کام کرنا شروع کر دیا۔ ایک دن حضور اقدس کا فرمان احمدیہ بلیٹن میں پڑھا کہ جو احباب ہوٹلوں وغیرہ میں کام کرتے ہیں ان سے چندہ نہ لیا جائے تو پریشانی ہونا ایک طبعی امر تھا۔ اس صورت حال میں ہمیشہ کی طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا تو حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے جواب ملا کہ ''اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو بابرکت کام دے گا بہت دعا کریں''۔ چنانچہ میں نے فوراً کام سے اِستعفیٰ دے دیا اور گھر چلا آیا۔ گھر آ کر اپنا لیٹر بکس کھولا تو محکمہ Post کی طرف سے خط آیا ہوا تھا کہ کل سے کام پر آجاؤ فوراً سر خدا کے حضور جھک گیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے گاڑی بھی دی ہے اور سیکرٹری وصایا لوکل امارت بھی منتخب ہو گیا اور اپنا ٹارگٹ مکمل کرنے کی توفیق ملی۔ Post کے کام کے بعد خاکسار

باقی صفحہ 43 پر

نیشنل شعبہ وصایا جرمنی

مرتبہ عبدالخالق خان معاون شعبہ وصایا جرمنی

شعبہ وصایا سے مراد نظامِ وصیّت میں شامل ہونے والے افرادِ جماعت کے حسابات کو مرتّب و منظّم کرنے اور رکھنے والا شعبہ ہے۔ اس شعبہ کی بنیاد دراصل خود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے رکھی تھی۔ آپ علیہ السلام نے رسالہ الوصیّت میں قواعد و ضوابط مرتب فرمائے تو اس نظام کو چلانے کے لئے ایک مجلس معتمدین بھی مقرر فرمائی۔ جس کی شاخیں اب دنیا بھر میں قائم ہو چکی ہیں۔

شعبہ وصایا جرمنی کا قیام

1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر جرمنی کی پہلی نیشنل مجلس عاملہ تشکیل دی گئی تو سب سے پہلے مکرم محمد احمد گردیزی صاحب سیکرٹری وصایا مقرر ہوئے۔ اب تک مندرجہ ذیل احباب اس عہدہ کے لئے منتخب ہوتے رہے ہیں۔

1۔ مکرم محمد احمد گردیزی صاحب، 1982ء تا 1985ء

2۔ مکرم ماسٹر مقصود احمد صاحب مرحوم، مارچ 1985 تا 1986

3۔ مکرم حافظ سلیم گیلانی صاحب مرحوم، 1986ء تا 1991ء

4۔ مکرم محمد رشید جوئیہ صاحب، 1991 تا 2004

5۔ مکرم اکرام اللہ چیمہ صاحب، 2004 تا حال

شعبہ وصایا کا دائرہ عمل

1۔ مرکز سلسلہ ربوہ سے موصول ہونے والی ڈاک کو موصیان تک پہنچانا

2۔ موصیان کی ڈاک مرکز سلسلہ ربوہ بھجوانا

3۔ موصیان کو ہر مالی سال کے اختتام پر جدول ج فارم بھجوانا اور پُرشدہ فارمز کو مرکز بھجوانا۔ پھر مرکز سے ان کی بنیاد پر بن کے آنے والے حسابات کو موصیان تک پہنچانا۔

4۔ شعبہ ہٰذا میں ہر موصی کی انفرادی فائل مرتب کرنا۔

5۔ بحالی و منسوخی وصایا کی درخواستوں پر کارروائی کرنا۔

6۔ موصیان کی تشخیص جائیداد کے سلسلہ میں موصولہ درخواستوں پر کارروائی کرنا۔

7۔ نئی وصایا کے لئے جماعتوں کے دورہ جات۔

8۔ نئی وصایا کے پُرشدہ فارمز پر کارروائی کر کے مرکز سلسلہ ربوہ منظوری کے لئے بھجوانا۔

9۔ نئی منظور شدہ وصایا پر کارروائی کرنا۔ ان کی فائلیں بنانا اور AIMS پروگرام میں ان کا اندراج کرنا۔

10۔ تمام موصیان کے انفرادی Manaul ریکارڈ کے علاوہ کمپیوٹرائیزڈ ریکارڈ محفوظ کرنا۔

شعبہ وصایا میں مختلف اوقات میں طوعی طور پر خدمت کرنے والے احباب

1۔ رانا محمد اسلم صاحب مرحوم، مکرم ملک مشتاق احمد صاحب، مکرم شعیب احمد اسلم صاحب، مکرم عرفان احمد شاکر صاحب، مکرم شہزاد احمد شہزاد صاحب، مکرم چوہدری عبدالمجید صاحب، مکرم ڈاکٹر ناصر احمد صاحب، مکرم محمد ریاض سیفی صاحب مرحوم، مکرم ملک عبدالسمیع صاحب، مکرم محمد عارف ورک صاحب، مکرم ماسٹر آفتاب احمد صاحب، مکرم چوہدری ناز احمد ناصر صاحب، مکرم رفیق الرحمن انور صاحب، مکرم منظور احمد صادق صاحب، مکرم محمد احمد صاحب، مکرم چوہدری عبدالغفور صاحب، مکرم محمد اقبال صاحب، مکرم ندیم چیمہ صاحب، مکرم عطاء المنان صاحب، مکرم عبدالشکور اسلم صاحب، مکرم ملک ایاز احمد صاحب، مکرم عبدالرحمن احسن صاحب مرحوم، مکرم اسداللہ خان صاحب، مکرم عقیل احمد خان صاحب، مکرم ندیم راناصاحب، مکرم اللہ دتہ صاحب، مکرم مرزا نوید احمد صاحب، مکرم وسیم احمد گجر صاحب، مکرم فرخ سلطان صاحب، مکرم عبدالخالق خان صاحب، مکرم فیاض احمد صاحب، مکرم ذکی احمد صاحب، مکرم فیاض صفدر صاحب، مکرم ذیشان احمد صاحب، مکرم اشتیاق احمد صاحب

نیشنل شعبہ وصایا جرمنی کے کام کی وسعت کے پیش نظر مختلف اوقات میں متعدد باتنخواہ کارکنان بھی خدمت کی توفیق پاتے رہے ہیں۔ فی الوقت اس شعبہ میں تین کارکنان مکرم عمران قمر صاحب، مکرم محسن رضا صاحب اور مکرم وسیم احمد صاحب کام کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں مندرجہ ذیل کارکنان بھی یہاں خدمت کرتے رہے ہیں۔

مکرم سعادت احمد صاحب، مکرم سہیل نواز صاحب، مکرم محمد عمر افضال صاحب، مکرم نعیم احمد عزیز صاحب

بمطابق ریکارڈ شعبہ وصایا 2003ء تک جرمنی میں موصیان اور موصیات کی تعداد تقریباً آٹھ سو تھی۔ 2004ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک نئی وصایا کے بعد اس تعداد میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوا اور اب یہ تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے 13000 کے قریب پہنچ گئی ہے۔ اس کا پانچ سالہ ارتقائی جائزہ پیش خدمت ہے۔

سال	تعداد موصیان/موصیات
2005ء	1090
2010ء	5814
2015ء	9629
ستمبر 2019ء تک	12959

2004ء میں حضور انور نے جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کو خلافت جوبلی کے سال یعنی 2008ء تک یہ ٹارگٹ دیا کہ ہر ملک اپنے 50 فیصد چندہ دہندگان کو نظامِ وصیّت میں شامل کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور انور کی دعاؤں اور راہنمائی سے جماعت احمدیہ جرمنی نے یہ ٹارگٹ مقررہ وقت سے ایک سال قبل یعنی 2007ء میں ہی حاصل کر لیا جس کا اعلان حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ جرمنی کے اختتامی خطاب میں ان الفاظ میں فرمایا۔

”......میں نے تین سال پہلے جماعت کو اس طرف توجہ

کارکنان نیشنل شعبہ وصایا جرمنی 2019ء

کرسیوں پر (دائیں سے بائیں): مکرم چوہدری عبدالمجید صاحب، مکرم عمران قمر صاحب، مکرم اکرام اللہ چیمہ صاحب (نیشنل سیکرٹری وصایا)، مکرم ملک مشتاق احمد صاحب، مکرم جاوید اقبال صاحب
کھڑے ہوئے (دائیں سے بائیں): مکرم فیاض صفدر صاحب، مکرم فیاض احمد صاحب، مکرم اللہ دتہ صاحب، مکرم شمس الرحمن خان صاحب، مکرم اشتیاق احمد صاحب
بیٹھے ہوئے (دائیں سے بائیں): مکرم وسیم احمد صاحب، مکرم محسن رضا صاحب

دلائی تھی۔ یہ تعلق جوڑ کر کہ خلافت اور وصیّت کے نظام کا گہرا تعلق ہے۔ تو اس لئے تمام جماعتیں دنیا کی کم از کم چندہ دہندگان کا نصف جو ہے موصی بنائیں۔ تو آج میں یہ اعلان کر رہا ہوں اور بڑی خوشی سے اعلان کر رہا ہوں کہ الحمد للہ جرمنی کی رپورٹ کے مطابق جماعت جرمنی نے کل جلسے کے دوسرے دن یہ ٹارگٹ حاصل کر لیا ہے۔"

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ جرمنی 2007ء)

مکرمہ نیشنل صدر صاحبہ لجنہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے شعبہ وصایا کی معاونت کے لئے ایک معاون صدر لجنہ برائے وصایا مقرر کی ہوئی ہیں۔ جو کہ اپنی ٹیم کے ساتھ بڑے فعال طریقہ سے کام کر رہی ہیں۔ چونکہ وصایا کی تعداد میں اضافہ کے ساتھ شعبہ وصایا کا کام بھی پہلے کی نسبت بہت بڑھ گیا ہے۔ اس لئے شعبہ وصایا سے موصیات کی تمام ڈاک معاون صدر صاحبہ لجنہ برائے وصایا کے توسط سے بھجوائی جاتی ہے۔ نیز لجنہ اماء اللہ میں موصیات کی تعداد بڑھانے کے لئے معاون صاحبہ موصوفہ اپنی ٹیم کے ہمراہ جماعتوں کے دورہ جات بھی کرتی ہیں۔ اس ٹیم میں مندرجہ ذیل ممبرات شامل ہیں۔

مکرمہ شمیم مستقیم صاحبہ (نیشنل معاون صدر برائے وصایا)، مکرمہ سعدیہ وسیم صاحبہ، مکرمہ زومیرا صاحبہ، مکرمہ زاہدہ احسان صاحبہ، مکرمہ آصفہ بشارت صاحبہ، مکرمہ فوزیہ صنوبر صاحبہ، مکرمہ مصباح صاحبہ۔ مکرمہ طاہرہ مصطفی صاحبہ، مکرمہ عائشہ ندیم صاحبہ، مکرمہ ناہید داؤد صاحبہ، مکرمہ امتہ الاعلیٰ صاحبہ

شعبہ وصایا کے نیشنل سیکرٹری مکرم اکرام اللہ چیمہ صاحب خاص طور پر دعاؤں کے مستحق ہیں جنہوں نے خلیفۂ وقت کے دیئے ہوئے ٹارگٹ کو حاصل کرنے کے لئے (پچاس فیصد چندہ دہندگان کو نظام وصیّت میں شامل کرنے کے لیے) انتہائی محنت، ذوق و شوق اور لگن کے ساتھ دن رات کام کر کے پوری دنیا میں جرمنی کو 2007ء میں پہلی پوزیشن دلوائی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ابھی تک جماعت جرمنی اس شعبہ میں پہلی پوزیشن پر ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کو بھی بہترین جزا عطا فرمائے اور حسنات دارین سے نوازے، آمین یا رب العالمین

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ جرمنی نے مثالی قربانی پیش کرتے ہوئے امسال دنیا بھر میں تحریک جدید کے مالی جہاد میں اوّل پوزیشن حاصل کی، الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ہم سب کے لئے مبارک کرے اور مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے اور پہلے سے بڑھ کر قربانی کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ خاکسار اس موقع پر تمام صدران جماعت، سیکرٹریان مال، سیکرٹریان تحریک جدید، تمام لوکل و ریجنل امراء، مربیان کرام اور کارکنان شعبہ تحریک جدید کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ جنہوں نے انتھک محنت کر کے اس اعزاز کے حصول کو ممکن بنایا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ (حمید اللہ ظفر۔ سیکرٹری تحریک جدید جرمنی)

ہے آج ختم قرآں، نکلے ہیں دل کے ارماں

یہ روز کر مبارک سبحان مَنۡ یَّرانی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ جرمنی اکتوبر 2019ء کے دوران پیارے آقا کے ساتھ آمین کی سعادت پانے والے خوش قسمت بچے اور بچیاں

بیت السبوح فرانکفرٹ 16/اکتوبر 2019ء قبل از نماز ظہر وعصر (لڑکیاں)

نمبر شمار	نام	ولدیت/بنت	ریجن/لوکل امارت/جماعت/حلقہ
1	تمثیلہ احمد	شکیل احمد	Rüdesheim
2	عدن حق رانا	رانا مظہر الحق	Frankenthal
3	شافیہ احمد	محمد نصیر احمد	Rüdesheim
4	حرا احمد	عامر نبی	Frankenburg
5	باسمہ خالد	خالد باجوہ	DA-Kranichstein West
6	نائیلہ رحمان	عطاء الرحمان ندیم	Bait ul Baqi Dietzenbach
7	آئرہ جاسلین شاد	عصمہ شاد	DA-Nuur ud Din Moschee
8	حفصہ عمران	عطاء العمران	Dietzenbach-West
9	دعا چوہدری	عاصم شہزاد	Bad Arolsen
10	مہک شائستہ احمد	ریاض احمد	Ratingen
11	ابریش باجوہ	نوید علی باجوہ	Gießen
12	ایمان طاہر	وسیم احمد	Heilbronn
13	ثناء منور	خالد منور	Rüdesheim
14	منہال احمد	عثمان احمد	Dietzenbach-West
15	فاتحہ احسان	محمد انجم احسان	Rödermark
16	یمنیٰ احمد	لئیق احمد	Mannheim
17	یاسمین محمد	اطہر محمد	Offenbach
18	ماہدہ سحر عارف	قرۃ العین	Gräfenhausen
19	مریم اعوان	نوید اعوان	Ludwigshafen
20	ماہنور فاطمہ	زہیب احمد	Gießen
21	ابیرہ احمد	نصیر احمد	Gross Gerau Süd
22	علینہ ادریس	علیم ادریس	Dietzenbach
23	فریدہ اسد	اسد رفیق	Bensheim
24	انگبین نواز	محمد نواز	GG-Auf-Esch
25	حفصہ مقصود	مقصود احمد	Freiburg
26	نوریٰ احمد	مسرور احمد	FF-Bait us Sabuh
27	علیزہ جٹھول	انیس جٹھول	Grünberg
28	اروا جٹھول	انیس جٹھول	Grünberg
29	منیفہ خالد	خالد مجید	Nidda
30	پلوشہ احمد	عزیز احمد شاد	Ratingen
31	صباحہ عمران	عمران احمد	Mannheim
32	خان ہبتہ الوارث	احسان احمد خان	Hattersheim
33	صالحہ انعام	ثاقب انعام	Bergisch-Gladbach
34	علیشہ کھوکھر	مسرور علی وقاص	Dreieich
35	لبینہ الیاس	محمد الیاس مجوکہ	Frankfurt

نمبرشمار	نام	ولدیت/بنت	ریجن/لوکل امارت/جماعت/حلقہ
4	ریان بھٹی	وسیم بھٹی	Sohren
5	حارث محمود	اعظم محمود w	Steinbach
6	فارس احمد عتیق	شہزاد عتیق	Aalen
7	نور الحق شمس	عبدالسمیع شاد	Niederhausen
8	وقاص احمد	نفیس احمد	Rüsselsheim Süd
9	چوہدری فاتح احمد	چوہدری مسعود احمد	Ginsheim
10	نور اسلام	عطاءالاسلام	Maintal
11	محمد حنان گل	حسن رزاق گل	Gießen
12	احمد فوزان طاہر	مقصود احمد طاہر	Mannheim-Ost
13	کاشف محمود	آصف محمود	Bait ul Sabooh Nord
14	کاہلوں کاشف عمران	کاہلوں محمود عمران	Dietzenbach Mitte
15	ولید احمد نائیک	نوید احمدں ائیک	Mannheim
16	روشن منصور	منصور احمد	Frankenthal
17	عدنان عثمان احمد	عثمان احمد	Erfelden
18	محمد طلحہ	محمد ناصر عامر	Mosbach
19	مسرور احمد	ظہیر عباس	Koblenz Stadt
20	ایان عفان احمد	لقمان احمد	Raunheim Nord
21	تمثیل احمد	محمد طفیل سندھو	Waiblingen
22	دانیال احمد	محمد شریف	Raunheim Süd
23	نبراس علی یوسف	آصف یوسف	Maintal
24	ولید احمد باری	فرید احمد باری	Koblenz
25	شیخ ارسلان	شیخ عطاءالصمد	Eppelheim
26	لبیق احمد نائیک	نوید نائیک	Mannheim
27	فوزان مرزا	محمد ناصر مرزا	Rüsselsheim
28	نصیب احمد	نصیر احمد	Bad Soden
29	روشان احمد	ظفراللہ احمد	Homburg
30	ارسلان ملک	محمد کاشف ملک	Rüdesheim
31	محمد جاذب	محمد عاطف	Wiesbaden Mitte
32	دانش اکرام	خالد اکرام	Eppelheim
33	محمد ابراہیم	مظہر عرفات	Bait ul Hadi
34	سدید ساجد	رانا ساجد صادق	Offenbach-Rosenhöhe
35	تانیس احمد شاد	فیاض احمد شاد	Nidda
36	حاشر احمد محمود	ناصر محمود مبشر	Groß-Gerau

بیت السبوح فرانکفرٹ 18/اکتوبر 2019ء قبل از نماز مغرب وعشاء (لڑکے)

نمبرشمار	نام	ولدیت/بنت	ریجن/لوکل امارت/جماعت/حلقہ
1	مومن احمد	افتخار احمد	Freiburg
2	دانیال راجہ	راجہ عدنان نذیر	Regensburg
3	مسرور احمد شیخ	رافع محمود شیخ	Wiesbaden West
4	عاصم خان	وقار خان	Hattersheim
5	لقمان مبشر	جاوید مبشر	Wiesbaden-West

بیت السبوح فرانکفرٹ 19/اکتوبر 2019ء قبل از نماز ظہر وعصر (لڑکیاں)

نمبرشمار	نام	ولدیت/بنت	ریجن/لوکل امارت/جماعت/حلقہ
1	علیشہ وحید	عمران وحید	München
2	تمثیلہ احمد	راجہ بدر احمد	Riedstadt
3	لبیقہ حمید	خالد حمید	Wiesbaden Ost
4	عتیقہ امان	طارق محمود	Aalen
5	باسمہ رضا	احمد علی رضا	Mörfelden Ost
6	علیزہ محمود	طارق محمود	Usingen
7	ماہا احمد	سلمان خالد احمد	Darmstadt
8	ہبتہ الصبور طاہر	طاہر اظہر ظہور	Schwetzingen
9	ادینہ بشریٰ	مصباح الرحمان ثاقب	Neuwied
10	ہادیہ احمد	مسعود احمد	Ludwigshafen
11	رابعہ کریم	کاشف کریم	Griesheim
12	ثمرن عطیہ	عطیق الرحمان	Giessen
13	عنایہ احمد کاہلوں	محمود احمد کاہلوں	Flöresheim a.M
14	علیبہ طاہر	عمر طاہر	Mördfelden Ost
15	لبیقہ قمر	سلطان احمد قمر	Lampertheim
16	جاذبہ اقصیٰ احمد	محمد نور احمد	Ginsheim
17	مائرہ لنگاہ	عامر شہزاد لنگاہ	Riedstadt
18	رومانہ مدثر	مدثر بشیر	Wiesbaden Nord
19	عظمیٰ میر	عطاء المجیب میر	Weiterstadt
20	فریال چوہدری	غلام مجتبیٰ چوہدری	Raunheim-Nord
21	فریحہ چوہدری	غلام مجتبیٰ چوہدری	Raunheim-Nord
22	میراب امتیاز وڑائچ	امتیاز احمد وڑائچ	Mörfelden West
23	عالیہ احمد	یاسر احمد	Rüsselsheim Süd
24	عائشہ احمد	مبشر احمد	Betzdorf
25	صباء خان	عبدالناصر خان	Darmstadt
26	دعا وسیم	وسیم الدین	GG-Dornheim
27	نائلہ لیلیتہ القدر ضیاء	صباالدین ضیاء	Renningen
28	ہبہ چیمہ	راشد احمد چیمہ	Griesheim
29	ملاحت فہیم	فہیم احمد وسیم	Ludwigshafen
30	عیشہ لطیف	آصف لطیف	Rodgau
31	نائلہ سعید	سعید احمد	Pfungstadt
32	رافعہ سعید	سعید احمد	Pfungstadt
33	جاذبہ نصیر احمد	محمد نصیر ملہی	Hanau
34	ہالہ پریسہ طاہر	صداقت احمد طاہر	Goddelau Nord
35	حراصالحہ حسن	عطاءالحسن مانگٹ	Balingen

بیت السبوح فرانکفرٹ 16/اکتوبر 2019ء قبل از نماز ظہر وعصر (لڑکے)

نمبرشمار	نام	ولدیت/بنت	ریجن/لوکل امارت/جماعت/حلقہ
1	عاشر محمود	وقار خالد وڑائچ	Gießen
2	آزش علی رضا	امجد جاوید	Kaiserslautern
3	محمد عبداللہ	عطاءالمجیب	Großumstadt

نمبر شمار	نام	ولدیت/بنت	ریجن/لوکل امارت/جماعت/حلقہ
6	عبیر اعظم بٹر	بٹر محمد اعظم	Simbach am Inn
7	زیان فراز ناز	خرم شہزاد ناز	FF-Goldstein
8	نبیل محمود	طارق محمود	Usingen
9	وجیہ الرحمان	احمد سیف الرحمان	Mannheim Ost
10	طلحہ اکبر جوئیہ	محمد اکبر جوئیہ	Pfungstadt
11	سہراب احمد اعوان	نصیر احمد اعوان	Bad Homburg
12	سفیر احمد اعوان	تنویر احمد اعوان	Bad Homburg
13	حسیب احمد	بشیر احمد	Neuss
14	سید ذوالکفل احمد	سید عمران شاہ	Kassel
15	مرتضیٰ احمد	کاشف احمد	Mannheim
16	شایان احمد	افتخار احمد	Wiesbaden
17	آہل صمد	عبدالصمد	Neuwied
18	صداقت احمد	رفاقت احمد	Mülheim an der Ruhr
19	کامران انور	مشرف احمد انور	Bruchsal
20	فیضان ناصر	ناصر اقبال	Rödermark
21	کامران احمد ججہ	سلمان احمد ججہ	Hattersheim
22	جلیس احمد رانا	عطاء الوحید رانا	Bad Nauheim
23	تابش احمد	طاہر احمد	Fulda
24	ملک اعزاز الحق	ملک ابرار الحق	Weiterstadt
25	فرحان علی اعوان	رضوان احمد اعوان	Rüsselsheim-Nord
26	سبحان احمد	وقاص احمد	Goddelau-Süd
27	ایان احمد	ندیم احمد	Friedberg
28	علیم احمد	عظیم احمد یوسف	Trebur
29	باسل احمد	ناصر احمد	Pfungstadt
30	نوح سراج احمد	طارق محمود احمد	Nauheim
31	لبیق احمد	لقمان احمد	Hanau
32	صائم منیر	عمیر منیر	Babenhausen
33	رضوان احمد مرزا	قمر نوید شاہد	Bensheim
34	شاہزین مرزا	خرم شہزاد مرزا	Mainz
35	راحیل احمد ناز	خالد محمود بابر	Dietzenbach
36	سید باسل احمد	سید کامران احمد	Dietzenbach Steinberg

مسجد خدیجہ برلن 23/اکتوبر 2019ء قبل از نماز مغرب وعشاء (لڑکے اور لڑکیاں)

نمبر شمار	نام	ولدیت/بنت	ریجن/لوکل امارت/جماعت/حلقہ
1	یسریٰ منان	مبشر احمد منان	Berlin
2	ارسل عمران شاہد	شکیل احمد شاہد	Berlin
3	بلال احمد	عبدالحنان	Berlin
4	سرفراز احمد	جاوید ریاض	Berlin
5	آیان خان	عائشہ نور	Würzburg
6	زارہ منصور	منصور علی خان	Eppertshausen

7	نورالدین قاسم	عامر محمود قاسم	Mainz
8	محسن جاوید	یاسر جاوید	Pfungstadt
9	روحا عمر	اہتشام عمر	Raunheim
10	ہبہ ناصر	تنویر احمد ناصر	Bayern
11	ماہر چیمہ	حافظ طارق احمد چیمہ	Schneppenhausen
12	صباحہ منیر	سجاد منیر	Dietzenbach
13	جاذب عطا	مجیب عطا	Bremen
14	عنایہ احمد	مشکور احمد	Nauheim
15	اریض احمد	چوہدری محمد احمد	Hattersheim
16	تابینہ مسرور	مسرور احمد کاشف	Wetter
17	فرساد محمود	طاہر محمود	Offenbach
18	کشمالہ سحر	لطیف احمد	Pforzheim
19	خاقان عارف	محمد اجمل عارف	Hamburg City
20	علوینہ مسرت شاکر	عابد شاکر	Hamburg
21	عدنان محمود ملک	ملک سلطان محمود	Hamburg
22	مسرور احمد ملک	ملک سلطان محمود	Hamburg
23	حارث ولید احمد	خالد سعید احمد	Soest
24	باسل عمران	عمران عظمت چوہدری	Düren

مسجد بیت البصیر مہدی آباد ہمبرگ 25/اکتوبر 2019ء قبل از نماز مغرب وعشاء (لڑکے اور لڑکیاں)

نمبر شمار	نام	ولدیت/بنت	ریجن/لوکل امارت/جماعت/حلقہ
1	عروش نادیہ رانا	رانا دلاور محمود	HH-Bait ur Rasheed
2	تنزیل احمد ملک	ظہیر احمد ملک	Lüneburg
3	ایمان اختر	ذیشان اختر	Hamburg
4	توحید نورالدین	راشد الدین	HH-Billstedt
5	ثاقب احمد جاوید	طیب احمد جاوید	Mahdi Abad
6	نورم جبار	عطاء الجبار	Mahdi Abad
7	عدیل احمد	وحید احمد	Mahdi Abad
8	باسل فاتح احمد	مبارک احمد	Mahdi Abad
9	سائرہ ملک	آصف محمود ملک	HH-Bait ur Rasheed
10	سلمیٰ احمد	عرفان احمد	HH-Eidelstedt Mitte
11	عطاء الخبیر احمد	ادریس احمد	Mahdi Abad
12	عروسہ قمر	نور احمد قمر	Husum
13	ماہین ارشد	طاہر ارشد	Schleswig
14	سطوت احمد	محمود احمد	Ratingen
15	مہوش ارشد	طاہر ارشد	Schleswig
16	ثمر احمد	اعجاز احمد	Ratingen
17	ملک آحل احمد	ملک لئیق احمد	Kiel
18	حسبان احمد قمر	نور احمد قمر	Husum

باقی صفحہ 43 پر

مجلس انصار اللہ جرمنی کی 30ویں مجلس شوریٰ

مکرم عرفان احمد خان صاحب

مجلس انصار اللہ جرمنی کی 30ویں مجلس شوریٰ مؤرخہ 23-24نومبر 2019ء بروز ہفتہ و اتوار بیت السبوح فرانکفرٹ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر وخوبی انعقاد پذیر ہوئی، الحمدللہ۔ مجلس شوریٰ کا افتتاحی اجلاس ہفتہ کے روز صبح 11بجے صدر مجلس انصار اللہ مکرم مبارک احمد شاہد کی صدارت میں ہوا۔جس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے اور اختتام صدر مجلس کی تقریر کے بعد اجتماعی دعا سے ہوا۔اس کے بعد حسب روایت و پروگرام نماز مغرب وعشاء کے بعد تک مختلف اجلاسات میں شوریٰ کی کارروائی جاری رہی۔

امسال شوریٰ کا ایجنڈا بجٹ آمد وخرچ کے علاوہ تربیتی نوعیت کی دو تجاویز پر مشتمل تھا۔جن پر تفصیلی بحث کے لئے تین سب کمیٹیوں کے اراکین کا تقرر عمل میں آیا۔ صبح کے اجلاس میں مبلغ انچارج جرمنی مکرم صداقت احمد صاحب نے بھی ”خدمت دین کو اِک فضلِ الٰہی جانو“ کے موضوع پر نہایت پُراثر تقریر کی۔جبکہ رات کے اجلاس میں امیر جماعت جرمنی محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے اراکین شوریٰ سے خطاب فرمایا۔محترم امیر صاحب نے شوریٰ کے ایجنڈا پر موجود دونوں تجاویز سے متعلق نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ انصار کو خدام الاحمدیہ کے لیے نمونہ بننا ہے۔

دوسرے دن کا آغاز صبح چھ بجے نماز تہجد،بعد ازاں نماز فجر کی ادائیگی اور درس القرآن کے ساتھ ہوا۔تاہم باقاعدہ اجلاس کی کارروائی کا آغاز ساڑھے آٹھ بجے تلاوت قرآن کریم اور اجتماعی دعا سے ہوا جس کے بعد تینوں تجاویز پر بنائی جانے والی سب کمیٹیوں کے صدر صاحبان نے سب کمیٹی کے اجلاس کی رپورٹس پیش کیں۔ اس طویل کارروائی کے بعد سوا دو بجے دوپہر مبلغ انچارج جرمنی مکرم صداقت احمد صاحب کی صدارت میں مجلس شوریٰ کا خصوصی اجلاس شروع ہوا جس میں آئندہ دو سال کے لیے صدر مجلس انصار اللہ کا انتخاب عمل میں آنا تھا۔شروع میں صدر اجلاس نے طریق انتخاب کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ مجالس کی طرف سے صدر کے لیے دس نام اور نائب صدر صف دوم کے لیے تین نام موصول ہوئے ہیں جن پر رائے شماری کروائی جائے گی۔ چنانچہ صدر اجلاس نے قواعد کے مطابق صدر مجلس اور نائب صدر صف دوم کے لیے رائے شماری کروائی۔

اس کارروائی کے بعد اختتامی اجلاس شروع ہوا۔جس میں قائد عمومی مکرم رانا خلیل الدین صاحب نے شوریٰ کی مختصر رپورٹ پیش کی اور کام کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا۔ جس کے بعد صدر مجلس انصار اللہ نے اپنے اختتامی الفاظ میں انصار کو عملی نمونے خصوصاً نماز باجماعت کے حوالہ سے پیش کرنے کی نصیحت کی۔ تین بجے سہ پہر دعا کے ساتھ مجلس شوریٰ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

شعبہ تبلیغ جرمنی کا ظہرانہ

شعبہ تبلیغ جرمنی کے زیر انتظام 16/نومبر 2019ء بروز ہفتہ بعد نماز ظہر وعصر بیت السبوح کے ہال میں ایک پر وقار ظہرانہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس تقریب میں جرمنی بھر سے 130 داعین الی اللہ شامل ہوئے۔ علاوہ ازیں شعبہ تبلیغ کے جملہ کارکنان بھی مدعو تھے۔ اس موقع پر مکرم عطاء الوحید خان صاحب نے نظامت کے فرائض انجام دیتے ہوئے تلاوت قرآن کریم کے بعد شعبہ تبلیغ جرمنی کا جرمن زبان میں تفصیل سے تعارف کرایا۔ حاضرین کو بتایا کہ شعبہ کے تحت درج ذیل 12 ڈیسک قائم ہیں:

German, Arabic, French, Bangla, Paama (African), Kosovo, Persian, Russian, Turkish, Albanian, Bosnian, Bulgarian

مختصر تعارف کے بعد جرمنی میں ترکش ڈیسک کے انچارج مبلغ سلسلہ مکرم محمد احمد راشد صاحب، البانین ڈیسک کے انچارج مبلغ سلسلہ مکرم شاہد احمد بٹ صاحب اور عربی ڈیسک کے ممبر مبلغ سلسلہ مکرم عثمان احمد چیمہ صاحب نے اپنے اپنے ڈیسکوں کی کارکردگی کے بارہ میں جرمن زبان میں ہی تفصیل سے بتایا۔

آخر پر مکرم امیر صاحب جرمنی حاضرین سے مخاطب ہوئے اور بتایا کہ انہیں مسلمانوں کی تنظیموں کی تقاریب میں شرکت کا موقع ملتا ہے۔بعض تو ہمارے تنظیمی امور پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھتے ہیں کہ آپ لوگ کس طرح ان سب امور پر کمان رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں انہیں بتایا کرتا ہوں کہ یہ نظامِ خلافت سے وابستہ ہونے کی برکات ہیں۔ بعض تنظیمیں ایسی ہیں جو عقائد کے اختلاف کے باوجود ہمارے ساتھ تعلق رکھنا چاہتی ہیں۔ان کے ساتھ ہمیں تعلقات بڑھانے چاہئیں۔ جرمنی میں پچاس لاکھ کے قریب مسلمان آباد ہیں لیکن اسلام کی ترجمانی اور اسلام کے لیے جواب دہ ہم لوگ ہیں جو تعداد میں نسبتاً کم ہیں۔اس لیے ہمیں کبھی اپنی ذمہ داریوں سے غافل نہیں ہونا چاہیے اور ان کی ادائیگی مستعد انداز میں کرنی چاہیے۔

خطاب کے بعد سوا تین بجے محترم امیر صاحب نے دعا کروائی جس کے بعد تمام حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ اس تقریب کی کارروائی جرمن زبان میں ہوئی۔

(رپورٹ: مکرم عرفان احمد خان صاحب)

مسجد اقصیٰ ربوہ میں جلسہ سالانہ کا منظر

جلسہ سالانہ ربوہ کی پُر کیف یادیں

مکرم ڈاکٹر عمران احمد خان صاحب۔ ربوہ

پرالی سے لدے اونٹوں کے قافلے چاہت کے موسم کا سندیسہ لئے ہوئے ربوہ کے ماحول میں در آتے تو یقین کی پہلی منزل طے ہوتی اور اُلٹی گنتی شروع ہو جاتی کہ روحانی بہار کے وہ ایام جن کی بنیاد خالصتاً دینی اور روحانی مقاصد کے تحت رکھی گئی یعنی ہمارے جلسہ سالانہ کے دن آن پہنچے ہیں۔

ویسے تو ایک جلسہ سالانہ گزرنے کے ساتھ ہی اگلے جلسہ کی تیاری کسی نہ کسی رنگ میں شروع ہو جاتی جیسا کہ ہماری والدہ ہر ماہ اس نیت سے کچھ نہ کچھ پس انداز کرنا شروع کر دیتیں کہ ایک ماہ کا بجٹ اس کا متحمل نہ ہو سکتا تھا خاص طور پر چینی کا سٹور کرنا جو اس زمانے میں بہت ناپید ہوتی تھی مجھے خوب یاد ہے۔

جوں جوں یہ دن قریب آتے اہالیان ربوہ کی تیاریوں میں تیزی آجاتی اور روز کوئی نہ کوئی سرگرمی دیکھنے کو ملتی۔ لوگ اپنی اپنی توفیق اور ضرورت کے مطابق گھروں کی مرمت اور رنگ سفیدی وغیرہ کرواتے، محلہ کی انتظامیہ کا گھر گھر سروے کرنا کہ آپ کتنی جگہ جماعتی انتظام کے تحت مہمانوں کو ٹھہرانے کے لئے دے سکتے ہیں۔ ڈیوٹیوں کے لئے ذیلی تنظیموں کی طرف سے فرداً فرداً رابطہ کہ گزشتہ سال آپ نے کہاں ڈیوٹی دی تھی اور اس سال کہاں ڈیوٹی دینا چاہیں گے۔ لنگر خانوں کی مرمت، تندوروں کی تنصیب اور بعدہ مشینوں کی صفائی اور سروس۔ پرائیویٹ قیام گاہوں میں طہارت خانوں کی تعمیر۔ عزیز رشتہ داروں کی طرف سے خطوط کا آنا۔ اکثر ان کی طرف سے آنے کی خوشخبری اور کبھی اس بات کا ملال کہ اس بار چھٹی نہ ملنے کی وجہ سے وہ شاید نہ آسکیں۔ میری ہم عمر پھوپھی زاد بہنوں کی طرف سے یہ پیغام بھی آتا کہ پرالی (جسے ہم اردو میں کسیر کہتے ہیں) ہمارے آنے سے پہلے نہیں بچھانا ہم نے اس پر اچھل کود کرنی ہے۔ آج وہ اس بات کی گواہی دیں گی چاہے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر ہی دیں۔ محلے کی مساجد میں چارٹ آویزاں ہوتے اور اس میں اپنا نام پا کر اپنی اہمیت کا احساس اور خود اعتمادی پیدا ہوتی۔ ہر جمعہ کو علی الصبح وقار عمل کے ذریعے جھاڑ جھنکاڑ اور راستوں کی صفائی ہوتی۔

22 دسمبر کی شام تین بجے دفتر جلسہ سالانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح جلسہ کے انتظامات کا معائنہ کے بعد خطاب فرماتے اور کارکنان باقاعدہ طور پر اپنے اپنے شعبہ میں ڈیوٹیوں پر رپورٹ کرتے۔ 25 دسمبر کو شہر کی رونق بام عروج پر ہوتی۔ اَسّی 80 فیصد مہمانوں کی آمد اُسی دن ہوتی۔ قافلہ ہائے شوق امڈے چلے آتے۔ اڈے پر بسوں کا تانتا بندھا ہوتا۔ چھتوں پر بندھے بستر بند ان کے سپیشل ہونے کا پتہ دور سے دیتے۔ تانگوں پر بیٹھ کر یہ اپنی اپنی منزل کی راہ لیتے اور الفت و یگانگت کی بھیڑ میں گم ہو جاتے۔ نارووال سے آنے والی سپیشل ٹرین ہر سٹیشن پر ٹھہر کر بھول جاتی اور پانچ

گھنٹے کا سفر دس گھنٹے میں طے کر کے جب دریا پر پہنچتی اور پُلوں کی گونج میں نعرہ ہائے تکبیر کی صدا بلند ہوتی تو ساری تھکان چناب کے پانیوں میں بہہ کر کہیں دور کی راہ لیتی اور راہِ وفا کے یہ مسافر (شاید زیر آب ٹرین سے پیرس پہنچنے والوں سے بھی زیادہ تازہ دم) شہر میں خیمہ زن قوس و قزح میں تحلیل ہو جاتے۔ اس روح پرور منظر سے لطف اندوز ہونے کے لئے انہیں لینے آنے والے بعض نوجوان چنیوٹ تک چلے جاتے۔ باہمی اخوت کا یہ عالم ہوتا کہ جس کے گھر جتنے زیادہ مہمان ہوتے وہ اتنا ہی پھولا نہ سماتا اور ایسے خوش ہوتا جیسے بانڈ کی قرعہ اندازی میں پہلا انعام نکل آیا ہو۔ اسی طرح اگر کسی بھی وجہ سے کسی گھر میں مہمان کم ہوتے تو کم مائیگی کا احساس اس کے چہرے سے عیاں ہوتا۔

مرزا امیر احمد صاحب ابن مکرم سلطان احمد صاحب پیر کوٹی جو مجھ سے تین گھر آگے رہتے ہیں بتاتے ہیں کہ ایک بار ہمارے ہاں 80 مہمان ٹھہرے ہوئے تھے۔ پرچی تصدیق والے اس خیال سے کہ کھانا ضائع نہ ہو پڑتال کرنے گھر آئے کہ تین کمروں کا گھر اور اسّی مہمان۔ کمروں کے باہر جوتیوں پر دور سے نظر پڑی تو وہیں سے الٹے پاؤں لوٹ گئے۔ صحن میں لگے خیمے شاید ابھی انہوں نے نہیں دیکھے تھے۔ ہم آج بھی اس فاتحانہ لمحے کو یاد کر کے محظوظ ہوتے ہیں۔ ٹورنٹو، ہمبرگ اور سڈنی میں آنکھ کھولنے والے بچے اگر یہ سب کچھ دیکھیں تو انہیں میسر سہولتیں کچھ دیر کے لئے اپنی اہمیت کھو بیٹھیں۔

جلسہ کے پروگرام کے آغاز سے قبل تمام مرد و زن سڑک کے دونوں اطراف معین کردہ اپنی راہوں پر مرکزی مقام کی طرف رواں دواں ہوتے اپنے امام کے ارشادات سے مستفیض ہوتے۔ پُرجوش نعروں سے ان سے اظہار یکجہتی کر کے تجدید عہد کرتے۔ علمائے سلسلہ کی تقاریر سنتے۔ چوہدری شبیر صاحب اور ثاقب زیروی صاحب کے ترنم سے لطف اندوز ہوتے۔ کِنّو اور مونگ پھلی بھی ساتھ ساتھ ہوتے۔

علی الصبح چار بجے مساجد خصوصاً مرکزی مسجد مبارک میں نماز تہجد، فجر اور عزیزوں بزرگوں کی قبروں پر دعا سے لے کر شبینہ اجلاس اور حضرت خلیفۃ المسیح سے اجتماعی ملاقاتوں تک روحانی برکات سمیٹنے کا عمل جاری رہتا اور پلٹ کر جھپٹنے والا یہ سلسلہ سرد موسم میں لہو کو گرمائے رکھتا۔ رات کو گولبازار میں خصوصاً نوجوانوں کا خریداری اور کھانے پینے کا رش بھی قابل دید ہوتا۔

گرم چائے اور قہوے کے دَور کے ساتھ رات گئے تک خاندانی گپ شپ کی مجلسیں بھی لگتیں انہی اوقات کار اور جگہ کی حالت زار میں گھر کے بزرگ مستقبل کے کچھ سنجیدہ فیصلوں کے لئے کسی کونے میں سر جوڑ کر بیٹھتے۔ دھیرے دھیرے مچلنے والے بے قرار دل بھی کہیں آس پاس ہی دھڑک رہے ہوتے۔ حتمی شکل اختیار کرنے والے نماز مغرب وعشاء کے بعد مسجد مبارک میں اجتماعی ایجاب وقبول کے لئے موجود ہوتے۔

لنگر خانوں کے ماحول میں ہاتھ میں کپڑا اور بالٹی اٹھائے بل کھاتی خوش باش چہروں کی دوہری تہری لائنیں، روٹی پھیلانے کی تھپک، لگانے کی دھمک اور سلاخوں کی کھنک، نانبائیوں کا شور، آلو گوشت کا شوربہ اور درویشوں کے نان جب خوشبو دیتے تو وہ سماں بنتا کہ آج کے چائنیز اور KFC چوکڑی بھول جائیں۔

شہر کی آبادی یکدم چھ، سات گنا بڑھ جانے سے صفائی کا نظام بھی بہت دباؤ میں ہوتا۔ اسے ہنگامی بنیادوں پر چلانے والے بڑی مستعدی سے یہ ڈیوٹی دیتے۔ فلسڈ نظام آنے سے سر پر فلک ہاتھ میں دمدار ستارے والے وہ اسم با مسمّٰی حلال خور معدوم ہو گئے جو انتہائی کم مشاہرے پر اوور ٹائم بھی لگاتے۔

ہمارا ہر جلسہ سماجی، معاشرتی، دینی و روحانی حسن و رعنائی کا مرقع ہوتا اور ہر کوئی اپنی عمر اور ظرف کے لحاظ سے اس کی برکات و فیوض سے مستفید ہوتا۔

بچوں کو کھانے پینے کے سٹال، سلائیڈوں والی دوربین جیسی چیزیں اور لائبریری کے ساتھ خالی جگہ پر قائم دفتر معلومات سے گمشدگی و برآمدگی کے اعلانات اپنی طرف متوجہ کرتے لیکن وہ بڑوں کو دیکھ کر سیکھنے کے عمل سے بھی گزر رہے ہوتے۔ ڈیوٹیوں پر موجود مرد و زن بیچ میں وقت نکال کر مختلف پروگراموں میں شامل ہوتے اور جن کو توفیق ملتی نیکی کے ان لمحات کو لیموں کی طرح نچوڑتے۔ ان نوجوانوں کا ذکر بھی ضروری ہے جو سردی کی یخ بستہ راتوں میں چہرے پر مفلر لپیٹے اوور کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے گھاس پھونس اور لکڑیوں سے آگ جلا کر راستوں پر نظر رکھنے کی ڈیوٹی دیتے۔ میں نے تو بطور میزبان اپنے جذبات کی ایک جھلک دکھائی ہے۔ آنے والے تیاری کے کن پُرمسرت لمحات اور دفتر جلسہ سالانہ اسے موجودہ شکل دینے کے لئے کن مراحل سے گزرتے اس کا احاطہ کرنا میرے لئے ممکن نہیں۔

اور اب کچھ ذکر اختتامی لمحات کا۔ جن میزبانوں نے ان ساعتوں کو لمحہ بہ لمحہ آگے بڑھتے دیکھا ان کا سمٹنا بھی تو انہوں نے ہی دیکھنا ہوتا۔ 29 دسمبر کو اسّی 80 فیصد مہمان لوٹ جاتے۔ جانے والوں کو ہم ایسی بے بسی سے دیکھتے جیسے بچہ ہاتھ سے چھوٹ جانے والے گیسی غبارے کو اور شہر کو ایسے جیسے کوئی مالدار اپنی کٹی ہوئی جیب کو دیکھتا ہے۔ بازاروں میں دُکاندار یوں محسوس ہوتے جیسے گرمیوں میں ہیٹر بیچنے والے یا پھر ربوہ میں برساتی کوٹ بیچنے آئے ہوں۔

ان پُرکیف یادوں پر اگرچہ برسوں کے سائے پڑے ہوئے ہیں لیکن میں آج بھی اسی بستی میں ان کے ہمراہ جو صرف اِسی جگہ اُن لوگوں کے انتظار میں جو دنیا میں کسی بھی جگہ ان میں شمولیت کی توفیق رکھتے ہیں چاہت کے ان دنوں کی راہ تک رہا ہوں۔ جب تھکن آرام جاں اور رتجگے تسکین جان کا باعث ہوں گے۔ وہ دن آتے ہیں جب ظلم کی برچھی ٹوٹ کر گرے گی۔ نفرتوں کے الاؤ پر محبتوں کی پھوار غالب آئے گی۔ مصائب کے ہمالہ سے آشتی کی سحر پھوٹے گی۔ بچھڑے پھر ملیں گے۔ اہل وفا کی قربانیوں کی جوئے خوں اسے سینچ رہی ہے۔ ہمارے بچوں کے جذبات کی خزاں رنگ کونپلوں پر بہار ضرور اترے گی۔ (انشاء اللہ العزیز)

آنے والا دور نہ کل سا ہو گا
کیا کوئی شک ہے کہ جلسہ ہو گا
پھر وہی رنگ جمیں گے ہر سو
ہم نہ ہوں گے تو کوئی ہم سا ہو گا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش

مکرم میر عبد اللطیف صاحب

کرسمس CHRISTMAS کا تہوار عیسائی دنیا میں 25 دسمبر کو حضرت یسوع مسیح کے یوم پیدائش کے طور پر منایا جاتا ہے۔ برصغیر میں اسے بڑا دن کہا جاتا ہے کیونکہ 25 دسمبر سے بڑے دنوں کا آغاز ہوتا ہے۔ جرمنی میں اس کے لئے WEIHNACHT کا لفظ استعمال ہوتا ہے یعنی (HOLYNIGHT) مقدس رات۔

جہاں تک اس تہوار اور دن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے ساتھ جوڑنے کا تعلق ہے تو موجودہ دور میں یہ محض ایک روایت کے طور پر ہی رہ گئی ہے ورنہ اس کے بارے میں جو تحقیق ہو چکی ہے، اُس سے قطعاً یہ بات پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ آپ کوئی انسائیکلوپیڈیا اٹھالیں اور اس کا مطالعہ کریں تو CHRISTMAS یا یسوع کی پیدائش کے عنوان کو دیکھیں گے تو آپ کو یہی لکھا ہوا ملے گا کہ یسوع مسیح سردی کے موسم یعنی 25 دسمبر کو پیدا نہیں ہوئے تھے۔ بائبل کے مطالعہ سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ یسوع مسیح کی پیدائش سردی کے موسم میں نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ لوقا کی انجیل میں لکھا ہے:

CAESAR AUGUSTUS قیصر اوگُستس کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا کہ ساری دنیا کے لوگوں کے نام لکھے جائیں۔ سب لوگ نام لکھوانے کے لئے اپنے اپنے شہر کو گئے۔ پس یوسف بھی گلیل کے شہر ناصرہ سے داؤد کے شہر بیت لحم گیا جو یہودیہ میں ہے تا کہ اپنی منگیتر مریم کے ساتھ جو حاملہ تھی نام لکھوائے اور جب وہ وہاں تھے تو ایسا ہوا کہ اس کے وضع حمل کا وقت آ پہنچا۔ اور اس کا پہلوٹا بیٹا پیدا ہوا۔ (لوقا 2:1-7)

خود مسیحی علماء تاریخ کے مطابق ایسے ملک میں جہاں سردی کا موسم انتہائی شدید ہوتا ہو یہ ممکن نہیں کہ ایسی مردم شماری کے لئے جس میں لوگوں کو دور دراز کا سفر کرنا پڑے تکلیف دی جائے کیونکہ اس زمانہ میں شدید سردی کے موسم میں سفر کرنا انتہائی مشکل تھا خصوصاً حاملہ عورتوں کے لئے اور اس سلسلہ میں خود یسوع مسیح کی شہادت موجود ہے اور وہ یہ کہ جب آپ نے یروشلم کی بربادی کی پیشگوئی کی تو فرمایا:

پس دعا کرو کہ تم کو جاڑوں میں یا سبت کے دن بھاگنا نہ پڑے کیونکہ اس دن ایسی مصیبت ہو گی کہ دنیا کے شروع سے نہ اب تک ہوئی نہ کبھی ہو گی۔ (متی 24:20)

گویا عہد نامہ جدید کے مطابق جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تو اس وقت سرکاری مردم شماری بھی ہوئی تھی اور ایسی تقریب جس میں ہر کس و ناکس کو دور دراز سفر کرنا پڑے، سخت سردی کے موسم میں ممکن نہیں جیسا کہ متی کے بیان سے ثابت ہے۔

علاوہ ازیں لُوقا کی انجیل سے اس بارہ میں ایک اَور گواہی ملتی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب یسوع مسیح کی پیدائش ہوئی تو اُس وقت سردی نہ تھی بلکہ گرمیوں کا موسم تھا، چنانچہ حضرت مریم کے ہاں پہلے بیٹے کی ولادت کا حال بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

اُسی علاقہ میں چرواہے تھے جو رات کو میدان میں رہ کر اپنے گلہ کی نگہبانی کر رہے تھے۔ (لوقا 2:8)

دنیا میں ہر جگہ رات کے وقت جانوروں کو صرف موسم گرما میں ہی باہر کھلی جگہوں پر رکھا جاتا ہے نہ کہ موسم سرما میں اور وہ بھی جب کہ موسم سرما اپنی شدت کے اعتبار سے اپنے عروج پر ہو۔ اس امر کی تصدیق آدم کلارک (ADAM CLARKE) جو بائبل اور تاریخ کا بہت بڑا نام ہے، کی اس بات سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے اپنی بائبل کی تفسیر میں درج بالا آیت کی تفسیر لکھی ہے۔ موصوف لکھتے ہیں کہ

”یہودیوں میں عام طور پر یہ دستور تھا کہ PASSOVER کے قریب اپنے جانوروں کو باہر میدانوں اور پہاڑوں پر بھیج دیتے تھے۔ (یاد رہے کہ PASSOVER یعنی فسح کی عید NISAN کے مہینہ میں جو یہودی کیلنڈر کا پہلا مہینہ ہے۔ یہ یہودی مذہب کی سب سے بڑی عید ہے جو مصر سے بنی اسرائیل کے نکلنے کی یاد میں منائی جاتی ہے اور NISAN جو پہلے ABIB کہلاتا تھا GREGORIAN کیلنڈر کے مطابق مارچ اور اپریل میں آتا ہے) اور پہلی بارش کے ہوتے ہی واپس اصطبل میں لے آتے تھے۔ فسح کی عید موسم بہار میں منائی جاتی تھی اور پہلی بارش یہودی کیلنڈر کے ماہ MACHESVAN (یعنی نومبر، اکتوبر) کے شروع میں ہوتی تھی۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ گرمیوں کے موسم میں

جانور باہر رکھے جاتے تھے۔ اور چونکہ چرواہے ابھی تک اپنے ریوڑ کو واپس نہیں لائے تھے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اکتوبر کا مہینہ ابھی شروع نہیں ہوا تھا۔ پھر مزید لکھتا ہے کہ اس سے ظاہر ہے کہ ہمارے آقا (یسوع مسیح) 25 دسمبر کو پیدا نہیں ہوئے تھے کیونکہ اس مہینہ میں جانور باہر نہیں رکھے جاتے تھے اور یہ بھی کہ وہ ستمبر کے بعد بھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔ کیونکہ ستمبر کے بعد بھی جانور باہر نہیں رکھے جاتے اس لئے ان دلائل کی روشنی میں ہمیں یہ نظریہ ترک کرنا ہوگا کہ یسوع مسیح 25 دسمبر کو پیدا ہوئے تھے۔"

(Clarke,Commentary on Bible, MATHEW-Luke)

اور اس امر کی شہادت بائیبل کے ایک دوسرے مقام سے بھی ملتی ہے کہ فلسطین میں سردیوں کا موسم شدید بارشوں کا موسم بھی ہوتا ہے یعنی ایسے موسم میں جانور باہر میدان میں نہیں رکھے جاسکتے چنانچہ عزرا کی کتاب میں لکھا ہے:

یہوداہ اور بن یامین کے سب مرد اُن تینوں دنوں کے اندر یروشلم میں اکٹھے ہوئے۔ مہینہ نواں تھا (KISLEV یعنی نومبر، دسمبر) اور اس کی بیسویں تاریخ تھی اور سب لوگ۔۔۔ بڑی بارش کے سبب سے خدا کے گھر کے سامنے کے میدان میں بیٹھے کانپ رہے تھے۔ (عزرا 10:9)

Adam Clarke بائیبل کی تفسیر میں مزید لکھتا ہے:

The time in which Christ was born has been considered a subject of great importance among Christians. However, The matter has been considered of no moment by Him who inspired the evangelists, as not on hint is dropped on the subject by which It might be possible even to guess nearly to the time, except the chronological fact mentioned above.

(Clarke commentry on Bible Mathew-Luke, under Luke 2:8 Edition 1997)

ترجمہ: حضرت یسوع کی پیدائش کا وقت عیسائیوں میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ لیکن جس نے اناجیل نویسوں کو الہام کیا اس نے ایک ہلکا سا اشارہ بھی اس مضمون کی طرف نہیں کیا کہ جس سے اُس کی پیدائش کے وقت کا اندازہ بھی کیا جاسکتا سوائے اس کے کہ میں نے جس تاریخی حقیقت کا اوپر ذکر کیا ہے۔

اب قرآن کریم کا بیان بھی ملاحظہ ہو، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش والی آیہ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قرآن بتاتا ہے کہ مسیح اس موسم میں پیدا ہوئے جس میں کھجور پھل دیتی ہے اور کھجور کے زیادہ پھل دینے کا زمانہ دسمبر نہیں ہوتا بلکہ جولائی اگست ہوتا ہے اور پھر جب ہم دیکھیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں ایک چشمے کا بھی پتہ بتایا جہاں وہ اپنے بچے کو نہلا سکتی تھیں اور اپنی صفائی کر سکتی تھیں تو اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ جولائی اور اگست کا مہینہ تھا اور نہ سخت سردی کے موسم میں چشمہ کے پانی سے نہانا اور بچے کو بھی غسل دینا خصوصاً ایک پہاڑ پر اور عرب کے شمال میں عقل کے بالکل خلاف تھا......... قرآن کریم تو حضرت مریم سے کہتا ہے...... تو کھجور کے تنا کو ہلا، تجھ پر تازہ کھجوریں گریں گی۔۔۔۔ اور کھجوریں زیادہ تر جولائی اگست میں ہوتی ہیں۔ (تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 179 ایڈیشن 1986ء لندن)

قاموس الکتاب (جو بائیبل کا اردو انسائیکلو پیڈیا ہے) میں زیر لفظ کھجور لکھا ہے کہ "یہ درخت فلسطین میں بہت عام ہے بعض شہر اس درخت کی کثرت کی وجہ سے مشہور تھے مثلاً یریحو کو خُرموں کا شہر کہتے تھے۔

(استثناء 34:3، قضاۃ 1:16، 3:13، 2۔تواریخ 28:15، حزقیل 47:19، 48:28)

کرسمس کی ابتداء اور اصلیت

اب اس امر کا ایک دوسرے زاویہ سے جائزہ لیتے ہیں اور وہ یہ کہ کرسمس منانے کا رواج ابتدائی مسیحیت میں تھا ہی نہیں اور نہ ہی بزرگوں کا یوم پیدائش منانے کا کوئی حکم یا ذکر بائیبل میں ملتا ہے۔ کیتھولک انسائیکلو پیڈیا کے مطابق مسیحیت کی ابتداء میں جو تہوار منائے جاتے تھے ان میں کرسمس کا کہیں ذکر ہی نہیں ملتا بلکہ پیدائش کے دنوں کے منانے کی ممانعت ملتی ہے۔ مسیحیت کے بزرگ اور بائیبل کے بہت بڑے عالم (ORIGEN) اوریگین اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ کتب مقدس میں کسی بھی نیک ہستی کا یوم پیدائش منانے کا ذکر نہیں ملتا۔ اگر یوم پیدائش منانے کا ذکر ملتا ہے تو صرف گناہ گار (اور انبیاء کے مخالفین) لوگوں کا یوم پیدائش منانے کا ذکر ملتا ہے۔ (مثلاً فرعون اور ہیرودیس متی 14:6، پیدائش 40:20، مرقس 6:21۔ ناقل)

(CATHOLICENCYCLOPEDIA Vol.3 under Christmas)

مسیحیت میں کرسمس منانے کا باقاعدہ آغاز 350ء کے بعد ہوا ہے۔ لیکن اسی زمانے سے کرسمس منانے کی مخالفت بھی ہوتی رہی چونکہ یہ تہوار کیتھولک تہوار مانا جاتا ہے اس لئے پروٹیسٹنٹ تحریک کے بعد کرسمس منانے کی شدید مخالفت ہوتی رہی خصوصاً امریکہ، انگلینڈ اور یورپ کے دیگر ممالک میں کرسمس منانے کو قانونی طور پر منع قرار دے دیا گیا اور 1642ء سے 1680ء تک بعض ممالک میں جرم قرار دے دیا گیا تھا۔

25 دسمبر کے دن کرسمس منانے کی وجہ

25 دسمبر کے دن Winter Solstice کا دن منانا بت پرست اقوام کا پرانا دستور تھا Solstice کے معنی ہیں سورج (SOL) اور ٹھہرنا Stice یعنی اس روز سورج ٹھہر جاتا ہے یعنی دن بڑے ہونے کا آغاز اس دن سے ہوتا ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ یہ سورج کی پیدائش کا دن ہے اس لئے اس دن Roman رومن سورج دیوتا کا یوم پیدائش مناتے تھے۔ چونکہ چوتھی صدی میں کثرت سے رومن لوگوں نے مسیحیت اختیار کر لی تھی مگر وہ اپنی پرانی روایات اور تہوار چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تھے اس لئے چوتھی صدی میں کیتھولک چرچ نے باقاعدہ اس تاریخ کو یسوع مسیح کا یوم پیدائش منانے کا اعلان کر دیا۔

گروس گیراؤ میں قرآن سیمینار

مؤرخہ 10 نومبر 2019ء کو ناصر باغ میں بعد نماز ظہر وعصر ریجن گروس گیراؤ کا "قرآن سیمینار" محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں مکرم عبد الباسط طارق صاحب مربی سلسلہ اور مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب، نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن و وقف عارضی نے قرآن کریم کی فضیلت اور برکات پر روشنی ڈالی۔ نیز شعبہ کی طرف سے قرآن کریم کو سکھانے کے لئے کی جانے والی کاوشوں مثلاً آن لائن اور مساجد و سینٹرز میں جاری کلاسز سے احباب و خواتین کو آگاہ کیا۔ آخر پر محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے اپنے قیمتی نصائح سے نوازا اور دعا کروائی۔ اس پروگرام کا دورانیہ ایک گھنٹہ چالیس منٹ رہا جس کے بعد شاملین کے لئے ضیافت کا انتظام کیا گیا۔

(رپورٹ: مدثر احمد خان
سیکرٹری تعلیم القرآن و وقف عارضی۔ لوکل امارت گروس گیراؤ)

اُذْكُرُوا مَوْتٰكُمْ بِالْخَيْرِ

محترم چوہدری محمد حنیف صاحب مرحوم
کا ذکرِ خیر

مکرم عرفان احمد خان صاحب

جماعت احمدیہ ہمبرگ کے ایک مخلص خادم مکرم چوہدری محمد حنیف صاحب 9/جنوری 1939ء کو ہندوستان کے ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں شکار پور ماچھی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب کا نام چوہدری دین محمد ہے۔

روایت ہے کہ شکار پور ماچی ضلع گورداسپور میں احمدیت کا پودا صحابی بوٹے خان رُلا دونے لگایا تھا۔ جن کے زیر اثر جن خاندانوں میں احمدیت کا نفوذ ہوا ان میں چوہدری دین محمد صاحب کا خاندان بھی تھا۔ چوہدری دین محمد صاحب احمدی ہونے کے بعد قادیان منتقل ہو گئے جہاں 1946ء کے جلسہ سالانہ کے بعد ان کو سندھ میں کنری کے پاس خلیل آباد بھجوا دیا گیا۔ سندھ میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد آپ کے والد سیالکوٹ کے قریب ایک گاؤں کلاسوالہ میں منتقل ہو گئے اس طرح آپ نے اپنی تعلیم سیالکوٹ میں ہی مکمل کی۔ حصول تعلیم کے بعد آپ نے پاکستان ایئر فورس میں ملازمت اختیار کی۔ 1984ء تک ریٹائرمنٹ سے قبل آپ کو پاکستان ایئر فورس کے مختلف سٹیشنز پر ملکی خدمات کا موقع ملا۔ جہاں آپ نے ہر جگہ اپنا گھر نماز سینٹر کے لئے پیش کیا۔ 1965ء کی جنگ کے دوران آپ کی پوسٹنگ سرگودھا میں تھی جہاں احمدی آپ کے ہاں باجماعت نماز ادا کرتے تھے۔ جب 1974ء میں جماعت کے خلاف شورش برپا کی گئی تو آپ کی رہائش اس وقت شور کوٹ میں تھی۔ آپ کا خاندان تو ایئر بیس کے علاقے میں محفوظ تھا مگر آس پاس کے دیہات میں احمدی خاندانوں کی جان کو خطرہ تھا۔ اس لئے ان خاندانوں کو سرکاری گاڑیوں پر ربوہ اور مختلف محفوظ مقامات پر پہنچانے کی خدمت سرانجام دینے کی توفیق پائی۔

آپ کو محکمہ کی طرف سے ابوظہبی ایئر فورس میں بھی تعینات کیا گیا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ ربوہ آگئے اور اپنے محلہ میں جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔ 1991ء میں آپ نے لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا تو حضورؒ نے فرمایا کہ آپ کا بڑا بیٹا محمد ادریس جرمنی میں ہے اس لئے جرمنی چلے جائیں۔ چنانچہ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے مشورہ پر جرمنی منتقل ہو گئے اور ہمبرگ میں رہائش اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ نے پھر ایسے حالات پیدا کئے کہ آپ کی پوری فیملی جرمنی آگئی۔ پاکستان میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو جماعت کی خدمت کی توفیق دی اور جرمنی آنے کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ ہمبرگ میں حلقہ مسجد فضل عمر کے سیکرٹری مال کی حیثیت سے جماعتی خدمت کا آغاز کیا۔ آپ کو حلقہ BILLSTEDT اور پھر حلقہ RAHLSTADT کا صدر جماعت رہنے کا بھی اعزاز حاصل ہوا۔ مجلس انصار اللہ ہمبرگ میں مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نے بطور زعیم اعلیٰ انصار اللہ ہمبرگ بھی کام کیا۔ آپ نے ایک اہم خدمت جلسہ سالانہ برطانیہ کے لئے ہمبرگ مشن کے علاقے کی جماعتوں کے حوالے سے بھی کی۔ لوگوں کو مقامی BEHÖRDE سے اجات لے کر دینا۔ ویزہ فارم پُر کرنے میں مدد کرنا اور پھر ان کے پاسپورٹ لے کر DÜSSSELDORF میں برٹش قونصلیٹ میں جمع کروانے اور ویزا لگنے کے بعد متعلق فرد تک پاسپورٹ پہنچانا۔ یہ تمام کام انتہائی ذمہ داری اور خوش اسلوبی سے کرنے کی متواتر کئی سال توفیق پائی۔ ہر سال تین ماہ اس کام میں آپ دن رات مصروف رہتے۔ ذاتی کار نہ ہونے کے باوجود آپ سفر کی صعوبتیں نہایت خوش دلی سے برداشت کرتے۔ آپ نہایت عبادت گزار اور چندہ میں باقاعدہ تھے۔ آپ کا شروع سے دستور تھا کہ تنخواہ ملنے پر پہلے چندہ کی ادائیگی کرتے اور باقی رقم والدہ کی خدمت میں پیش کر دیتے۔ الفضل کے مستقل خریدار تھے اور بہت دلچسپی سے اس کا مطالعہ کرتے۔ بچوں کو باجماعت نماز پڑھاتے۔ 18 سال کی عمر میں نظام وصیت میں شامل ہونے کی توفیق پائی۔ آپ کا وصیت نمبر 16661 ہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد قرآن کریم حفظ کرنے کی طرف متوجہ ہوئے۔ مکرم حافظ عبدالحمید صاحب نے آپ کو متعدد سپارے حفظ کروائے۔ آپ کے پسماندگان میں آپ کی اہلیہ محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ، دو بیٹے، سات بیٹیاں اور متعدد پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں شامل ہیں جو سب جرمنی میں مقیم ہیں۔

آپ کی وفات 9/فروری 2018ء کو ہوئی اور نماز جنازہ کے بعد ہمبرگ کے مقامی قبرستان میں تدفین ہوئی۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت جرمنی کے اس مخلص خادم کی خدمت کو قبول کرتے ہوئے ان پر جنت کی راہیں آسان کر دے اور ان کی نیکیاں اور خوبیاں ان کی اولاد میں جاری رکھے، آمین۔

حامد اقبال۔ استاد جامعہ احمدیہ جرمنی

درجہ خامسہ جامعہ احمدیہ برطانیہ کی جرمنی میں سیر

جامعہ احمدیہ دینی تعلیمی ادارہ ہے جو کہ براہِ راست حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر نگرانی اپنے جملہ فرائض انجام دیتا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں ہر سال جامعہ یو۔کے اور جامعہ جرمنی کے درجہ خامسہ کے طلباء کا دو ہفتوں کے لئے کلاس ایکسچینج کا پروگرام ہوتا ہے۔

امسال جامعہ احمدیہ UK درجہ خامسہ کے طلباء یکم نومبر سے 17 نومبر 2019ء تک اپنے نگران مکرم مرزا نصیر احمد صاحب چٹھی مسیح کے ساتھ جرمنی آئے۔ اس عرصہ میں مؤرخہ 3/نومبر 2019ء بروز اتوار سیر کا پروگرام بنایا گیا۔ سفر کا آغاز دعا کے بعد صبح دس بجے جامعہ احمدیہ جرمنی سے ہوا۔ سیر کے اس پروگرام میں جامعہ احمدیہ UK کے 21 طلباء اور ان کے نگران کے علاوہ جامعہ احمدیہ جرمنی سے چند اساتذہ اور طلباء شامل تھے۔ سفر کی پہلی منزل Geierlay پُل تھی۔ یہ جگہ جامعہ احمدیہ جرمنی سے 130 کلو میٹر کی مسافت پر ہے۔

Geierlay Bridge

یہ پُل جرمنی کے صوبہ Rheinland-Pfalz کے شمال میں پہاڑی سلسلہ Hunsrück میں واقع ہے اور Mörsdorf اور Sosberg نامی دو گاؤں کو آپس میں ملاتا ہے۔ ان دونوں گاؤں کے درمیان ایک گھاٹی ہے جس کے درمیان سے ایک ندی گزرتی ہے۔ 2006ء میں پہلی مرتبہ اس پُل کی تعمیر کی تجویز پیش کی گئی اور 2010ء میں اس کی تعمیر کا فیصلہ کیا گیا۔ اس پل کی باقاعدہ تعمیر مئی 2015ء میں شروع ہوئی اور اس کا افتتاح اکتوبر 2015ء میں ہوا۔ اس کی کل لمبائی 360 میٹر، چوڑائی 1.40 میٹر جبکہ سطح سمندر سے بلندی 321 میٹر ہے۔ یہ پُل اپنی نوعیت کا جرمنی کا دوسرا بڑا پل ہے جسے بغیر کسی ستون کے تعمیر کیا گیا ہے۔ پُل کی تعمیر میں لوہے کے رسے استعمال کئے گئے ہیں جو دونوں طرف کنکریٹ کے بلاکس کے ساتھ مضبوطی سے بندھے ہوئے ہیں۔

دو پہاڑیوں کے درمیان واقع ہونے کی وجہ سے یہ پُل بہت ہی دلکش اور خوبصورت نظارہ پیش کرتا ہے۔ جب یہاں پہنچے تو ہلکی ہلکی بارش کا آغاز ہو چکا تھا موسم بھی سرد تھا لیکن اس کے باوجود یہاں پہنچ کر سب بہت لطف اندوز ہوئے۔ یہاں کافی بڑی تعداد میں سیاح موجود تھے۔ تمام طلباء پل سے گذر کر دوسری جانب گئے اور اس دلکش نظارے کو اپنے موبائل کیمروں کے ذریعہ محفوظ کرتے رہے۔ یہاں کچھ دیر قیام کرنے اور ریفریشمنٹ کے بعد اگلی منزل جرمنی کا مشہور شہر Koblenz تھی۔ Geierlay Bridge سے Koblenz تک 65 کلو میٹر کا سفر ہے۔

کوبلنس۔Koblenz

یہ شہر جرمنی کے صوبہ Rheinland-Pfalz کے شمال میں واقع ہے اور آبادی کے لحاظ سے صوبہ کا تیسرا بڑا شہر ہے۔ کوبلنس کا شمار جرمنی کے قدیم ترین شہروں میں ہوتا ہے۔ اس علاقہ میں پتھر کے زمانہ سے انسان آباد ہیں۔ اس جگہ رومیوں نے شہر کی باقاعدہ بنیاد

کو بلنس قلعہ کے سامنے

رکھی تھی۔اس وجہ سے 1992ء میں اس شہر کے قیام کے دوہزار سال پورے ہونے پر جشن منایا گیا۔اس شہر کا پرانا نام Confluentes ہے جو کہ لاطینی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ”دو دریاؤں کا سنگم“ ہے۔کیونکہ یہاں دریائے Mosel دریائے Rhein میں گرتا ہے۔ دریائے رائن وسطی اور مغربی یورپ کا سب سے بڑا دریا ہے۔جس کی لمبائی 1232.7 کلومیٹر ہے۔ یہ دریا سوئٹزرلینڈ سے شروع ہو کر جرمنی اور فرانس کے درمیان سرحد کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ جرمنی میں شمال مغرب کی طرف بہتا ہوا ہالینڈ میں داخل ہو کر روٹرڈیم کے قریب North Sea میں جا گرتا ہے۔ Koblenz میں وہ جگہ جہاں یہ دونوں دریا ملتے ہیں Deutsches Eck کہلاتا ہے۔ Eck جرمن زبان میں ”کونہ“ کو کہتے ہیں اور اس جگہ 1216ء میں بادشاہ وقت نے Deutscher Orden نامی تنظیم کے ممبران کو آباد کیا۔اسی جگہ قیصر ولیم اوّل کا مجسمہ نصب ہے۔ یہ مجسمہ 1897ء میں نصب کیا گیا تھا۔ دوسری جنگ عظیم کے آخر میں اس مجسمہ کا کچھ حصہ تباہ ہو گیا تھا جسے دوبارہ 1990ء میں مرمت کیا گیا۔

کو بلنس میں 1984ء سے جماعت احمدیہ قائم ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مئی 2004ء میں یہاں جماعت کی پہلی مسجد ”بیت الطاہر“ کا افتتاح فرمایا۔ یہاں پہنچ کر نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں اور کچھ دیر قیام کرنے کے بعد ہم Koblenz میں واقع قلعہ Festung Ehrenbreitstein کی طرف روانہ ہوئے۔

Festung Ehrenbreitstein

یہ قلعہ دریائے Rhein کے مشرقی جانب تقریباً 118 میٹر کی بلندی پر واقع ہے۔سن 1000ء کے قریب اس جگہ Ehrenbrecht نامی ایک شخص نے ایک چھوٹا قلعہ تعمیر کروایا۔ وقت کے ساتھ ساتھ مختلف بادشاہوں کے ادوار میں قلعہ کی توسیع ہوتی رہی اور اس کے گرد کئی فصیلیں بنا دی گئیں۔ اس کے شمال کی جانب ایک حفاظتی خندق بھی کھودی گئی۔ کئی مرتبہ یہ علاقہ فرانس کے زیر تسلط بھی رہا۔ 1801ء میں فرانسیسی فوج قلعہ چھوڑنے پر مجبور ہو گئی اور جاتے ہوئے قلعہ کا کچھ حصہ تباہ کر گئی۔ 1815ء میں بادشاہ فریڈرک ولیم ثالث نے قلعہ کی تعمیر نو کی۔

دورانِ سال اس قلعہ میں مختلف موضوعات پر مشتمل نمائشیں سیاحوں کی توجہ کا مرکز بنی رہتی ہیں۔

یہ قلعہ Deutsches Eck کے بالمقابل دریائے رائن کے دوسری جانب ایک پہاڑی کے اوپر واقع ہے یہاں سے سب Chairlift کے ذریعہ قلعہ تک پہنچے۔ اس Chairlift کی لمبائی 890 میٹر اور سطح زمین سے اونچائی 122 میٹر ہے۔ یہاں پہنچ کر قلعہ کے مختلف حصوں کی سیر کی۔ ان دنوں وہاں نمائش لگائی گئی تھی جس میں دنیا میں ہونے والی ترقی کے بعض پہلوؤں کو تصاویر، ویڈیوز اور مختلف اشیاء کے ذریعہ دکھایا گیا تھا۔ اونچے مقام پر واقع ہونے کی وجہ سے اس قلعہ سے کو بلنس شہر اور اس کے گرد و نواح کا دلکش نظارہ کیا جا سکتا ہے۔

کو بلنس میں رات کا کھانا اور مسجد طاہر میں نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد جامعہ کے لئے واپسی ہوئی

بقیہ: وصیت کے برکات وثمرات از صفحہ 30

کو اللہ تعالیٰ نے گھر سے محض ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر اُس سے بھی اچھا کام دے دیا۔ جہاں پر خاکسار Burger king کے کام سے ہونے والی آمدن سے تین گنا زیادہ کما رہا ہے، الحمدللہ

وصایا کے لئے جرمنی بھر کے دورہ جات کے دوران کئی ایسے واقعات رُونما ہوئے جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ محض حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کا نتیجہ اور اس تحریک نئی وصایا کو احباب جماعت تک پہنچانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے غیب سے مدد کے سامان پیدا فرمائے۔ خلیفہ وقت کے اس ادنیٰ خدمت گزار پر اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں خدمت کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کے وفاداروں میں شمار کرے۔ آمین

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک دعا پیش ہے جو حضور ایدہ اللہ نے شعبہ کی ایک رپورٹ پر جماعت جرمنی کو دی۔ حضور انور نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نئے موصیان کو دنیا اور آخرت کی حسنات دے اور ان پر اپنے فضلوں کی بارش برسائے اور جماعت جرمنی میں سو فیصد موصیان پیدا ہوں۔ آمین“

(بحوالہ مکتوب گرامی مؤرخہ 6/نومبر 2007ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور انور کی اس خواہش کو پورا فرمائے اور جرمنی دنیا بھر میں وہ پہلا ملک ہونے کا اعزاز بھی حاصل کرے جس کے سو فیصد چندہ دہندگان نظام وصیّت میں شامل ہوں۔ آمین

بقیہ: ہے آج ختم قرآں، نکلے ہیں دل کے ارماں از صفحہ 35

19	ملک حسیب کھوکھر	ملک ندیم کھوکھر	Bad Segeberg
20	حرا چودھری	چودھری شہزاد احمد	Hamburg
21	دیا کھوکھر	مہوش کھوکھر	Mahdi Abad
22	عبیرہ کمال	احمد کمال	Frankfurt
23	فخر سروش احمد	قمر احمد طاہر	Pulheim-Nord Rhein
24	مرزا منیب احمد	مرزا آصف احمد	Viersen
25	موحد احمد	ڈاکٹر معتمد احمد	Ratingen
26	عبدالغفور علیم رانا	رانا گل محمود	Hamburg
27	ارمان نصیر دین	نعیم الدین	Hamburg
28	سدید احمد	سہیل احمد	Taunus
29	عدیل احسان کھوکھر	شکیل کھوکھر	Mahdi Abad

فیروز ادیب اکمل، درجہ شاہد

درجہ شاہد جامعہ احمدیہ جرمنی کے طلباء کی

سوئس پہاڑوں پر ہائیکنگ

آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث ہے : المؤمن القوی خیر وأحب إلی الله من المؤمن الضعیف کہ ایک طاقت ور مومن ایک کمزور مومن سے خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ بہتر اور زیادہ پیارا ہے۔ رسول کریم ﷺ کے اسی مبارک ارشاد کی روشنی میں جامعہ احمدیہ جرمنی میں باقاعدہ ورزشی سرگرمیاں اور مقابلہ جات بھی منعقد کیے جاتے ہیں۔ جن میں سے ایک جزو ہائیکنگ اور سیر و سیاحت کا ہے۔

الحمد للہ، محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعہ احمدیہ جرمنی کو امسال ایک مرتبہ پھر ہائیکنگ کے پروگرام کے انعقاد کی توفیق ملی۔ چنانچہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اجازت حاصل کرنے کے بعد اس پروگرام کی تیاری شروع کی گئی۔

مؤرخہ 18 اگست 2019ء بروز ہفتہ سفر پر روانہ ہونے سے قبل مکرم شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی نے دعا کروائی۔ صبح 9:30 بجے درجہ شاہد کے 9 طلباء، مکرم سہیل احمد ریاض صاحب استاد جامعہ احمدیہ و نگران مجلس العاب کے ہمراہ جامعہ احمدیہ جرمنی سے سوئٹزرلینڈ کی طرف روانہ ہوئے۔

ریڈشٹڈ سے سوئٹزرلینڈ کی سرحد تک کا فاصلہ 300 کلومیٹر ہے۔ سوئٹزرلینڈ کی خوبصورتی کے بارے میں طلباء سفر کے آغاز سے ہی اپنی اپنی رائے کا اظہار کرتے رہے۔ جب سوئٹزرلینڈ کی سرحد قریب آئی اور قدرت کے مناظر کا سحر طبیعتوں پر غالب ہونے لگا تو دل ان دلکش مناظر میں کھو گیا۔ اس وقت ہر ایک کی کوشش تھی کہ ان تمام مناظر کی رعنائی، دلکشی اور قدرت کی صناعی کو اپنے کیمرے کی آنکھ میں بند کر لے۔

تقریباً 3 گھنٹے سفر کرنے کے بعد سوئٹزرلینڈ کے مشہور صنعتی شہر بازل Basel کے قریب ہم جرمنی سے سوئٹزرلینڈ میں داخل ہوئے۔ ہماری منزل Bruson کا قصبہ تھا جو یہاں سے 250 کلومیٹر کی مسافت پر ہے۔ سوئٹزرلینڈ میں پہلے ہمارا سفر آٹوبان پر جاری رہا۔ Bruson سے پہلے ہم ایک چھوٹی سڑک پر اتر گئے۔ جوں جوں پہاڑوں کی اونچائی بڑھنے لگی، سڑک بھی تنگ ہوتی گئی۔ طلباء ان بلند و بالا پہاڑوں کے دامن میں بل کھاتی ہوئی سڑک پر قدرتی نظاروں سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ اسی اثناء میں ایک پہاڑ کے اوپر کی جانب ہماری نظر لکڑی سے بنے ایک خوبصورت گھر پر پڑی اور یہی وہ مقام تھا جہاں اگلے تین دن ہمارا قیام ہونا تھا۔

سوئٹزرلینڈ کا شہر Bruson

چھ گھنٹے کا پُرلطف سفر کرنے کے بعد سہ پہر تین بجے طلباء اپنی منزلِ Bruson پہنچے۔ کھانے اور نماز سے فارغ ہو کر طلباء نے قیام گاہ کے اردگرد کے ماحول کا مختصر جائزہ لیا اور علاقے کی پُرسکون فضاء سے خوب لطف اندوز ہوتے رہے۔ شام کو باربی کیو کا انتظام تھا سرسبز شاداب چوٹیوں پر شام کے دھندلکوں میں باربی کیو کا لطف دوبالا ہو گیا۔

اگلے روز اتوار 19/اگست 2019ء کو طلباء نے دن کا آغاز نمازِ فجر اور قرآن پاک کی تلاوت کے ساتھ کیا۔ صبح سویرے جب کھڑکی سے باہر دل فریب مناظر پر نظر پڑی اور سورج کی کرنوں نے اندر جھانک کر صبح کا سلام پیش کیا تو دل اس

دلفریب قدرتی منظر کو دیکھ کر حمد سے بھر گیا۔

ناشتے کے بعد طلباء گاڑیوں کے ذریعہ Gemmipass کے مقام پر پہنچے۔ یہ جگہ خاص طور پر ہائیکنگ اور قدرتی مناظر کے شوقین لوگوں کے لئے بہت پرکشش ہے اور ہائیکنگ کا بیس کیمپ ہے۔ یہاں سے ہماری ہائیکنگ کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ اس دن ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ لیکن اس کے باوجود سب قدرتی مناظر دیکھنے اور ان کو اپنے کیمرے کی آنکھ میں بند کرنے میں مصروف تھے موسم کی خرابی کے باوجود طلباء نے ہائیکنگ کا آغاز کیا اور ساتھ ساتھ دعاؤں کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے موسم کو بھی خدا تعالیٰ نے بہتر کر دیا اور فضا کا رنگ نکھرنے لگا۔

گیمی پاس۔ ہائیکنگ بیس کیمپ

چار سو ہریالی، بہتے آبشار، بلند و بالا سرسبز پہاڑ اور ان کے درمیان سبک روی سے بہتا پانی اور پھر بارش کی پھوار کے ساتھ پرندوں کی چہچہاہٹ، لہلہاتی ٹہنیوں میں گھرے دیدہ زیب پھول یہ سب خدا تعالیٰ کی ہستی پر دلیل تھے۔

دل موہ لینے والے ان مناظر میں طلباء نے دشوار گذار راستوں سے ہوتے ہوئے 2000 میٹر کی بلندی کا فاصلہ طے کیا۔ درمیان میں کھانے اور نماز کا وقفہ ہوا۔ طلباء ہمہ وقت خوبصورت مناظر کی تصاویر بھی لیتے رہے۔ یہ قدرتی مناظر جو ہستی باری تعالیٰ کے حسن و جمال کی عکاسی کر رہے تھے ہمیشہ طلباء کی یادوں کی زینت بنے رہیں گے۔ پہاڑ کی بلندی طے کرتے ہوئے مختلف مقامات پر طلباء کو اذان دینے کی سعادت بھی نصیب ہوتی رہی۔

گیمی پاس، پہاڑ کی چوٹی کا منظر

بالآخر کئی گھنٹے چلنے کے بعد ہم پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے۔ یہ وہ مقام تھا جہاں سے ہر سو قدرت کی صناعی کا نظارہ کیا جاسکتا ہے۔ اس جگہ بادل اس قدر نیچے تھے کہ چھوئے جاسکتے تھے۔ پہاڑ کی چوٹی پر برف کے بھی کچھ کچھ آثار موجود تھے۔ دل تو یہی چاہتا تھا کہ یہاں کچھ دیر قیام کیا جائے مگر وقت کی قلت آڑے آئی اور ہم تشنہ دل آگے بڑھتے رہے۔ واپسی پر طلباء کیبل کار کے ذریعہ سوئٹزرلینڈ کی حسین وادیوں سے ہوتے ہوئے نیچے آئے اور اس طرح یہ ناقابلِ فراموش سیر حسین یادوں کو سمیٹے شام کے 6 بجے اپنے اختتام کو پہنچی۔

گیمی پاس

دوسرے روز بھی موسم سارا دن ابر آلود ہی رہا اور وقفے وقفے سے تیز بارش کا سلسلہ جاری رہا۔ اس دن مختلف جگہوں کو دیکھنے کا پروگرام تھا۔ جن میں سے ایک جگہ Lac Souterrain St.Léonard تھی۔ یہ یورپ کی سب سے بڑی زیر زمین جھیل ہے جو ایک غار کے اندر واقع ہے۔

یہ زیر زمین پانی والی غار 6000 مربع میٹر رقبہ پر محیط ہے اور قدرت کے عظیم شاہکاروں کا ایک نمونہ ہے۔ اس غار کے خوبصورت مناظر دیکھنے والوں کی طبیعت پر وجد طاری کر دیتے ہیں۔ غار دیکھنے کے بعد طلباء نے مقامی علاقہ کے دیگر پہاڑوں کی سیر بھی کی۔

مقامی پہاڑی علاقہ/Bruson

پیر 21/اگست 2019ء سیر کا آخری دن تھا۔ اس روز کا آغاز بھی طلباء نے حسبِ معمول نماز فجر اور تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ ناشتے کے بعد طلباء نے صبح 10 بجے مقامی علاقہ میں Trientschlucht نام کی ایک خوبصورت گھاٹی کی سیر کی جس کی گہرائی 200 میٹر ہے۔ اس مقام پر بھی اذان دی گئی۔ تیزی سے بہتا پانی اور چھوٹی چھوٹی آبشاریں سب کی توجہ کا مرکز تھے۔ یہاں بھی سیاحوں کی چہل پہل جاری تھی جو کہ مختلف ممالک سے قدرت کے ان دلفریب اور دلکش مناظر کو دیکھنے آئے تھے۔ اس جگہ پر بہتا شفاف پانی مختلف اقسام کے پتھروں سے مسلسل ٹکرا رہا تھا اور فطرت کی سحر انگیزی میں اضافہ کر رہا تھا۔

یہاں سے طلباء جرمنی کی جانب روانہ ہوئے اور جرمن سرحد کے قریب شہر Schaffhausen میں واقع Rheinfall کے مقام پر پہنچے۔

اس مقام پر سب نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے ادا کرنے کے بعد دوپہر کا کھانا کھایا۔ یہاں پر واقع ایک دیدہ زیب آبشار (Rheinfall) کا نظارہ کیا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں دریائے رائن ایک اونچی جگہ سے گرتا ہے اور آگے جا کر جرمنی میں داخل ہوتا ہے۔ یہاں پر سیر کے بعد شام 7 بجے جامعہ احمدیہ جرمنی کی طرف واپسی کا سفر اختیار کیا گیا اور رات گیارہ بجے بخیر و خوبی جامعہ احمدیہ جرمنی پہنچ گئے۔ اس طرح یہ چار دن کا خوبصورت اور پُرلطف سفر حسین یادیں سمیٹتے ہوئے اختتام کو پہنچا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

جرمنی میں جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ کا انعقاد

لوکل امارت فرانکفرٹ

مؤرخہ 10 نومبر 2019ء تین بجے بعد از نمازِ ظہر وعصر بیت السبوح میں جلسہ سیرت النبی ﷺ کا انعقاد کیا گیا جس کی صدارت مکرم حیدر علی ظفر صاحب، نائب امیر جرمنی نے کی۔ مکرم انیق احمد شاہد صاحب نے خوش الحانی سے تلاوت کی جس کے بعد اردو و جرمن ترجمہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد محترم نفیس الرحمان صاحب نے آنحضور ﷺ کی شان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پیش کیا۔

نظم کے بعد محترم امتیاز شاہین صاحب، مربی سلسلہ نے جرمن زبان میں آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ مرکزی شعبہ تربیت کی طرف سے خصوصاً اطفال کے لئے آنحضور ﷺ کی سیرت و سوانح پر مشتمل کوئز پروگرام کا بھی اہتمام کیا گیا۔ درست جواب دینے والے بچوں کو بطور انعام چاکلیٹ تقسیم کی گئیں۔ اس دلچسپ کوئز پروگرام کے بعد عزیزم حمزہ احمد صاحب نے حضرت میر اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی نعت "علیک الصلوۃ علیک السلام" پیش کی۔ اس کا جرمن ترجمہ محترم دانیال جان صاحب نے پیش کیا۔

جلسہ کے آخری مقرر مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب، نائب امیر جرمنی تھے جنہوں نے اردو زبان میں سیرت طیبہ آنحضرت ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

آخر پر مکرم لوکل امیر صاحب نے مقررین، حاضرین اور انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا اور محترم صدر مجلس نے دعا کرائی۔ جلسہ کے بعد حاضرین کے لئے ضیافت کا انتظام کیا گیا تھا۔ جلسہ کی کُل حاضری 825 رہی۔

(رپورٹ: مقصود احمد علوی۔ سیکرٹری تربیت لوکل امارت فرانکفرٹ)

جماعت احمدیہ ہاناؤ

مؤرخہ 10/نومبر 2019ء بروز اتوار بعد از نماز ظہر وعصر بیت الواحد ہاناؤ میں جلسہ سیرت النبی ﷺ کا انعقاد ہوا۔ جلسہ کے آغاز تلاوت میں قرآن کریم اور اس کا اردو اور جرمن ترجمہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام "ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے"، پیش کیا گیا جس کا جرمن ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ نظم کے بعد مکرم انیس احمد صاحب نے "آنحضرت ﷺ کی قربانیاں" کے عنوان سے اردو زبان میں جبکہ مکرم راجہ نعمان احمد صاحب نے جرمن زبان میں تقریر کی۔ بعد ازاں ناصرات نے اردو و جرمن زبان میں ترانہ پیش کیا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پیش کیا گیا۔ جلسہ کے آخری مقرر مکرم مولانا ڈاکٹر عبد الغفار صاحب نے "آنحضور ﷺ کی قبولیت دعا" کے موضوع پر خطاب کیا۔ جلسہ کا اختتام دعا سے ہوا جس کے بعد حاضرین کے لئے ضیافت کا انتظام تھا۔ اس جلسہ میں 180 مرد اور 210 خواتین نے شرکت کی۔

(رپورٹ: احمد حسنی جنجوعہ۔ صدر جماعت احمدیہ ہاناؤ)

لوکل امارت ہمبرگ

امسال بیت الرشید ہمبرگ میں جاری تعمیراتی کام کی وجہ سے جلسہ سیرت النبی ﷺ 10 نومبر 2019 بروز اتوار ہمبرگ میں چار مختلف جگہوں پر منعقد کیا گیا۔

پہلا جلسہ Farmsan کے ایک سکول میں منعقد کیا گیا۔ جس میں Hamburg کے چار حلقوں (Rahlstedt,Wandsbek,Hamburg Mitte,Barmbeck) نے شرکت کی۔ جلسہ کی صدارت مکرم شاہد محمود صاحب لوکل امیر ہمبرگ نے کی۔ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ عتیق احمد شاہد صاحب نے کی جس کے بعد اردو و جرمن ترجمہ پیش کیا گیا۔ نظم مکرم نعیم اقبال صاحب نے پیش کی۔ مربی سلسلہ مکرم شکیل احمد عمر صاحب نے جرمن اور اردو زبان میں سیرت ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کیا اور صحابہ آنحضرت ﷺ کے واقعات بیان فرمائے۔ اس کے بعد لوکل امیر صاحب نے درود شریف کی برکات پر روشنی ڈالی۔ آخر میں مکرم شکیل احمد عمر صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ اس جلسہ میں 195 افراد شامل ہوئے۔ کارروائی کے بعد شاملین جلسہ کے لئے ضیافت کا انتظام کیا گیا تھا۔

دوسرا جلسہ مسجد فضل عمر میں خاکسار سیکرٹری تربیت ہمبرگ سٹی کی صدارت میں ہوا جس میں حلقہ آلٹونا اور حلقہ مسجد فضل عمر نے شرکت کی۔ تلاوت قرآن کریم سے کارروائی کا آغاز ہوا جو مکرم طارق مختار احمد صاحب نے کی جس کا اردو و جرمنی ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ منظوم کلام مکرم منور حسین طور صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم مولانا لئیق احمد صاحب مربی سلسلہ نے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کے موضوع پر حاضرین سے خطاب کیا۔ بعد ازاں خاکسار نے درود شریف کی برکات، مسجد کی آبادی کے حوالہ سے چند گزارشات پیش کیں جن کا جرمن ترجمہ مکرم محمد احمد قمر صاحب نے پیش کیا۔ مکرم لئیق احمد منیر صاحب نے اختتامی دعا کروائی۔ کل حاضری 212 رہی۔ کارروائی کے بعد شاملین جلسہ کے لئے ضیافت کا انتظام تھا۔

تیسرا جلسہ بیت الرشید میں منعقد کیا گیا۔ جس میں

بیت السبوح فرانکفرٹ

چار حلقوں (Baitul Rasheed, Eidelstadt, Fuhlsbüttel, Billstedt) کے احباب جماعت شامل ہوئے۔ جلسہ مکرم لوکل امیر صاحب ہمبرگ سٹی کی زیرصدارت ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کی سعادت مکرم حافظ عدنان متین صاحب کو ملی جس کا اردو و جرمن ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ نظم مکرم نفاست احمد صاحب نے پیش کی۔ پہلی تقریر مکرم شکیل عمر صاحب مربی سلسلہ نے کی جس میں آپ نے سیرت آنحضرت ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ آخر میں لوکل امیر صاحب نے درود شریف کو زیادہ سے زیادہ پڑھنے کی طرف توجہ دلائی۔ مکرم شکیل عمر صاحب نے اختتامی دعا کروائی۔ اس جلسہ کی کل حاضری 340 تھی۔ بعد از کارروائی شاملین جلسہ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ حلقہ Lurup. Harburg اور Heimfeld نے مل کر جلسہ سیرت النبی ﷺ کا انعقاد کیا۔ جلسہ کی صدارت خاکسار نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم طلحہ محمود صاحب نے کی جس کا اردو و جرمن ترجمہ پیش کیا گیا۔ منظوم کلام مکرم امتیاز احمد صاحب نے پیش کیا۔ مکرم لئیق احمد منیر صاحب مربی سلسلہ نے ”صحابہ کرام کا آنحضرت ﷺ سے عشق اور نبی کریم ﷺ کا ازواج سے حسن سلوک“ کے موضوع پر خطاب کیا۔ آخر میں خاکسار نے سیرت کے مختلف پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے مسجد کی آبادی اور نماز باجماعت کی طرف توجہ دلائی۔ مکرم مبشر شاہین صاحب صدر حلقہ نے آخر میں مقررین اور سامعین کا شکریہ ادا کیا جس کے بعد مکرم مربی سلسلہ مکرم لئیق احمد منیر صاحب نے اختتامی دعا کروائی۔ کُل حاضری 245 رہی۔ آخر میں تمام شاملین جلسہ کے لئے ضیافت کا انتظام کیا گیا تھا۔

(رپورٹ: مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب۔ سیکرٹری تربیت ہمبرگ سٹی)

جماعت احمدیہ کاسل

مؤرخہ 10 نومبر 2019ء بروز اتوار بعد از نماز ظہر وعصر مسجد محمود کاسل میں خاکسار کی زیر صدارت جلسہ ”سیرۃ النبی ﷺ“ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کی توفیق مکرم خالد بوخاتم صاحب کو ملی جس کے بعد اردو و جرمن ترجمہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد نعتیہ کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ”ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے“ مکرم انصر علی بھٹی صاحب نے پیش کیا۔ جلسہ کی پہلی تقریر مکرم ظافر احمد چوہان صاحب نے ”آنحضرت ﷺ شرم وحیا کے پیکر“ کے موضوع پر اردو زبان میں کی۔ بعد ازاں مکرم ریجنل مبلغ سلسلہ نے سیرۃ النبی ﷺ کی روشنی میں اطاعت امام، جماعت کے ساتھ تعلق کی اہمیت اور دعوت الی اللہ کے حوالہ سے گزارشات پیش کیں۔ جلسہ کا دورانیہ دو گھنٹے رہا۔ اس بابرکت پروگرام کا اختتام دعا سے ہوا جس کے بعد شاملین کے لئے ضیافت کا انتظام کیا گیا تھا۔ کل حاضری 267 رہی۔ (رپورٹ ساجد نسیم۔ صدر جماعت و مبلغ سلسلہ کاسل)

لوکل امارت رُسلز ہائم

مؤرخہ 17/نومبر 2019ء کو لوکل امارت رسلز ہائم کے چار حلقوں کو جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد کرنے کی توفیق ملی جس میں 550 احباب وخواتین نے شرکت کی۔ مکرم مولانا شمشاد احمد قمر صاحب نے ”آنحضرت ﷺ صادق وامین“ کے موضوع پر خطاب کیا۔

(رپورٹ مکرم عرفان احمد خان صاحب)

لوکل امارت مورفیلڈن والڈورف

مؤرخہ 10/نومبر 2019ء مسجد سبحان مورفیلڈن والڈورف میں جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد ہوا۔ مکرم نفیس احمد عتیق صاحب مبلغ سلسلہ اور جلسہ کے صدر مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ سلسلہ نے سیرت النبی ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کیا۔

(رپورٹ: مکرم عرفان احمد خان صاحب)

جماعت احمدیہ لانگن

مؤرخہ 17 نومبر 2019ء بروز اتوار نماز سینٹر لانگن میں خاکسار کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد ہوا جس میں مرکز سے مکرم نوید الحق شمس صاحب مبلغ سلسلہ نے شرکت کی اور سیرت النبی ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ جلسہ میں 178 احباب وخواتین نے شرکت کی۔

(احمد شاہد راضی۔ صدر جماعت لانگن)

مسجد محمود کاسل

ہمبرگ

ہمبرگ

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

مکرم رانا توقیر احمد صاحب

مکرم رانا توقیر احمد صاحب سیکرٹری وصایا کولون ابن مکرم رانا منیر احمد صاحب 23 نومبر 2019ء کو بعمر 59 سال لندن میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم سات سال سے جماعت کولون کی تجنید میں شامل تھے آپ بہت سی صفات کے مالک، نماز روزہ کے پابند اور موصی تھے۔ آپ کم گو، خوش گفتار، خوش لباس، ملنسار، خدمت گذار اور ہمیشہ مسکراتے رہتے۔ خلافت سے آپ کو عشق کی حد تک پیار تھا حضور اقدس کے خطبات باقاعدگی سے نہ صرف خود سنتے بلکہ اپنے بچوں کو بھی ساتھ بٹھاتے۔ حضور اقدس کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا بے حد اشتیاق تھا۔ جب سے آپ کا اسائلم کیس پاس ہوا، اسی شوق کی وجہ سے کئی مرتبہ لندن جا چکے تھے۔ آپ بچپن ہی سے دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ بحیثیت سیکرٹری وصایا آپ کا یہ دوسرا دور تھا۔ آپ نے زیادہ سے زیادہ احباب کو نظام وصیّت میں شامل کرانے کی نہ صرف خواہش کا اظہار کیا بلکہ عملی طور پر بھی بہت کوشش کی۔ آپ نے بیوہ، دو بیٹے اور دو بیٹیاں سوگوار چھوڑیں ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کا حامی و ناصر ہو، آمین۔

(چوہدری فصیح الدین صدر جماعت کولون)

مکرم چوہدری شفیق احمد صاحب

مؤرخہ 10/نومبر 2019ء کو جماعت احمدیہ مہدی آباد کے سابق صدر محترم چوہدری شفیق احمد صاحب ابن مکرم چوہدری محمد صادق صاحب مرحوم جو چند ماہ سے صاحب فراش تھے قریباً 67 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ پسماندگان میں جرمن نژاد بیوہ محترمہ گڈرن آسیہ احمد، دو بیٹے دانیال احمد، رضوان احمد۔ ایک بیٹی عزیزہ نادیہ اہلیہ مکرم محمد عطاالقدوس صاحب 4 پوتیاں۔ 2 نواسے اور 2 نواسیاں۔ ہیں ان کے بڑے بھائی مکرم رفیق احمد جاوید صاحب انگلستان میں سمعی بصری کے شعبہ کے ابتدائی انچارج ہیں۔ دوسرے بھائی مکرم منیر احمد صاحب امریکہ میں جبکہ دو بہنیں جرمنی میں ہیں۔ ان کے والد صاحب نے بھی سلسلہ کے کاموں میں کئی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔

محترم شفیق احمد صاحب عرصہ پینتالیس سال سے جرمنی میں مقیم تھے اور نارڈرسٹڈ میں صدر جماعت اور بعد میں ایک لمبے عرصہ تک سیکرٹری تبلیغ بھی رہے۔ اپنی اہلیہ کی بیماری کی وجہ سے مہدی آباد آمد و رفت کی مشکل کے پیشِ نظر محترم امیر صاحب جرمنی کی اجازت سے ہمبرگ کے ایک حلقہ میں شامل ہو گئے لیکن ہفتہ وار تبلیغی سٹینڈ جو مہدی آباد کے مشہور شاپنگ سنٹر میں لگایا جاتا ہے اس کے لئے ان کا تعاون ہمیشہ ساتھ رہا۔ وہ نام کے بھی شفیق تھے اور کردار کے بھی بڑے شفیق تھے۔ ہر ایک سے محبت کے ساتھ پیش آنے والے اور اپنے یا غیر ہر ضرورت مند کی خیر خواہی کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریقِ رحمت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

(مکرم کولمبس خان صاحب۔ مہدی آباد)

والدہ مکرم چنگیز وارلی صاحب

ہمارے نہایت نیک اور مخلص ترک احمدی بھائی مکرم چنگیز وارلی صاحب کی والدہ محترمہ 29 نومبر کی صبح ایک بجے Gießen ہسپتال میں انتقال کر گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون

مکرم چنگیز وارلی صاحب اور ان کے اہل خانہ اور مکرم عثمان اقبال صاحب اکتوبر 2001ء میں لمبی تحقیق کے بعد مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب مرحوم کی تبلیغ کے نتیجہ میں بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہوئے اور اس کے بعد دن بدن اخلاص، عبادت، قربانی اور ایثار میں ترقی کرتے رہے اور خدا کے فضل سے وہ اور ان کی اہلیہ محترمہ نظام وصیّت میں شامل ہیں۔ ان میں نیک اور پاک تبدیلی کو دیکھتے ہوئے ان کے والدین نے کبھی مخالفت نہیں کی بلکہ ہمیشہ جماعت کی تائید کی اور ان کی والدہ کہا کرتی تھیں کہ میرا بیٹا درست سمت میں چل رہا ہے۔ گو ان کی والدہ نے باقاعدہ بیعت تو نہیں کی مگر وہ ہمیشہ جماعت کی مؤیّد اور معاون رہیں یہاں تک کہ قرآن نمائش، تبلیغی میٹنگز اور دیگر تقریبات پہ خود کھانا تیار کر کے پیش کرتی تھیں اور جماعتی تقریبات میں حسبِ توفیق شامل بھی ہوتیں۔ اکثر ہمارے ساتھ نمازیں ادا کرتیں۔

حضور انور ایدہ اللہ کا خطبہ بھی ترکی زبان میں سنا کرتیں۔ اگر کبھی خطبہ نہ سن سکتیں تو مکرم چنگیز خان صاحب اپنی والدہ مرحومہ کو خطبہ جمعہ کا خلاصہ ضرور سناتے۔ مربیان سلسلہ کے ساتھ بہت احترام کا سلوک کرتیں۔ غرض ہر رنگ میں جماعت سے محبت، پیار اور اخلاص کا تعلق رکھنے والی خاتون تھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہِ شفقت مرحومہ کی نماز جنازہ ادا کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

دعا ہے کہ محترم چنگیز وارلی صاحب اور تمام پسماندگان پر اللہ تعالیٰ رحم کرے اور صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(محمد انیس دیالگڑھی)

مرحومین کی فہرست

شعبہ وصایا کے تحت جرمنی میں مدفون موصیان کرام کی فہرست تیار کی جا رہی ہے جسے اخبار احمدیہ کی آئندہ اشاعت میں شامل کیا جائے گا، انشاءاللہ۔ اس سلسلہ میں ان مرحومین کے لواحقین سے درخواست ہے کہ شعبہ وصایا سے رابطہ کر کے ضروری کوائف مہیا کر دیں۔ علاوہ ازیں جرمنی میں مدفون غیر موصی احباب کی فہرست بھی اخبار احمدیہ میں شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ اس کے لئے ایسے تمام احباب جماعت جن کے کوئی عزیز، رشتہ دار یا دوست جرمنی میں کسی بھی قبرستان میں مدفون ہوں، سے درخواست ہے کہ شعبہ وصایا کو مندرجہ ذیل کوائف مہیا کر کے ممنون فرمائیں۔

ان فہرستوں کی اشاعت کا ایک مقصد تو یہ ہے کہ احباب جماعت کو معلومات بہم پہنچائی جائیں تا کہ جن دوستوں کو موقع ملے، وہ ان کی قبروں پر جا کر دعا کر کے آنحضور ﷺ کے ارشاد پر عمل کر سکیں۔ دوسرا یہ کہ ہمارے جماعتی ریکارڈ میں ان مرحومین کا ذکر محفوظ ہو سکے۔

(ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی)

بہشتی مقبرہ قادیان دار الامان
MAKHZAN
TASAWEER
IMAGE LIBRARY

بہشتی مقبرہ دار الفضل ربوہ
MAKHZAN
TASAWEER

بہشتی مقبرہ نصیر آباد ربوہ

Monthly
AKHBAR-E-AHMADIYYA
Germany

VOL 20 | ISSUE 12 | December 2019

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir